ہم نصابی سرگرمیاں

اقدار کی تعلیم - حیاتی مہارتیں

جماعت سوم 3

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت
ریاست تلنگانہ، حیدرآباد

ناشر
حکومت تلنگانہ، حیدرآباد

اقدار کی تعلیم - حیاتی مہارتیں

جماعت سوم

کتابچہ برائے اساتذہ

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت
تلنگانہ اسٹیٹ، حیدرآباد

پیش لفظ

انسان سماجی جانور ہے۔اپنی بقاء کے لیے ضروری سماج کی تشکیل دیا ہے اس نظام کی دیکھ بھال ،میل جول، بقاءاور ترقی کے لیے ضروری فہم اور بھروسہ ضروری ہے۔اس کے لیے متحدہ جدوجہد اور باہمی تعاون بھی ضروری ہے۔اس لیے انسانی سماج میں جانے پہچانے اور پسندیدہ اصولوں کی ضرورت ہے۔جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا برتاؤ کرنہیں سکتے۔ ہر سماج کے اپنے کچھ اخلاقی بنیادی اصول ہوتے ہیں۔ یہ اخلاقی اصول اکثریت کے لیے قابل قبول ہوتے ہیں۔

ایمانداری کے اصول ہمارے چال وچلن کے لیے مشعل راہ ہیں۔اس لیے بچوں کو بھی چاہیے کہ اس پر عمل پیرا ہوں۔اخلاقی ترقی سے مراد کچھ اصولوں پر عمل پیرا ہوتا ہے یا کسی کے ذریعہ ترتیب دیئے گئے مثالی نمونوں کے مطابق عمل پیرا ہونا ہی نہیں ہے بلکہ اخلاقی ترقی سے مراد ہر موقع پر صحیح وجوہات کی جانکاری حاصل کرنا، مدبرانہ فیصلہ کرتے ہوئے اس کے مطابق عمل پیرا ہونے کی صلاحیت کے حامل ہونا اخلاقی شعور کے ذریعہ لیے گئے فیصلہ سے ہم میں استقامت، امن وسکون سے رہنے کی صلاحیت فروغ پاتی ہے۔ یہ کام مجھے زبردستی تفویض کیا گیا ہے۔''اس لیے میں اس کو تکمیل کررہا ہوں'' اس طرح کی منفی سوچ ہمیں نہیں رکھنا چاہیے۔اس طرح ایک شخص کا خود امن وسکون، سکھ چین، آرام اور استقامت سے رہنا ہی اخلاقی ترقی کا خلاصہ ہے۔اس کے لیے ضروری مہارتوں کا ہونا ہی زندگی کا ہنر ہے۔اس میں مسائل کو حل کرلینا ،مل جل کر کام انجام دینا، جذبات کا اظہار کرنا، قیادت کرنا، دوسروں سے خوشگوار تعلقات استوار کرنا ضروری ہے۔

یہ ایک اہم رجحان ہے کہ آج معاشرہ میں اخلاقی اقدار بدقسمتی سے زوال پذیر ہے۔ہمارے اندر موجود مفاد پرستی، لالچ ، بے ایمانی، اخلاقی اصولوں کا استحصال خودغرضی، انا پرستی جیسی بری عادتوں کی وجہ سے ہم اپنی زندگی کو پیچیدہ بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے ماحول کو بھی آلودہ کررہے ہیں۔اس سے بے چینی میں اضافہ ہورہا ہے۔اخلاقی اقدار میں زوال کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہوئے ذہنی تناؤ تہس نہیں ہوتے ہوئے انسانی اخلاق اور انسانی رشتوں کو ہم محسوس کرسکتے ہیں۔ یہ تمام ایک دن یا ایک سال میں رونما نہیں ہوتے ہیں۔ہماری زندگیوں میں صبر، مساوات، اچھے برے کی تمیز کا فقدان اس کی اصل وجہ ہے۔اس کی جگہ پر لالچ، چوری جیسی بری عادتیں جنم لے رہی ہیں۔نتیجتاً سماج میں عدم تحفظ، عدم اعتمادی، چھوٹا خاندان، اقدار کی زوال پذیری، سماج میں بے چینی جیسے امور دیکھے جارہے ہیں۔

ان کے تدارت کے لیے تعلیم کو ایک آلہ سمجھتے ہوئے اقداری تعلیم، حیاتی مہارتوں کے موضوع کو اسکولی تعلیم میں جماعت اول تا دہم ایک اہم مضمون کے طور پر متعارف کیا گیا ہے۔اس کے ذریعہ بچے اسکولی تعلیم کے مکمل کرنے تک استدلالی غور وفکر کے حامل شہری کی طرح نشو ونما پانے کے لیے درکار تربیت حاصل کریں گے۔

اعلیٰ اقدار، روّیے، جذبہ ایثار، سماج ماحول اور اپنے ساتھیوں کے متعلق مخلصانہ وہمدردانہ رویہ کا اظہار، ذمہ دار شہری کے طور پر نشو ونما کے لیے درکار نصاب (Syllabus) ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت حیدرآباد کی جانب سے تیار کیا گیا ہے۔

بچے آزادی سے گفتگو کرنا، سوالات کرنا، ردعمل ظاہر کرنا، اچھے برے کی تمیز کرنے کے قابل ہوں یہ بات ریاستی درسیاتی خاکہ 2011 کے ریاستی ویژن میں بیان کئے گئے ہیں۔اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ریاست میں جماعت اول تا دہم تک اقداری تعلیم، حیاتیاتی مہارتیں نصاب تدوین کیا گیا۔ پھر جماعت واری تدریسی واکتسابی کارگذاری کے لیے اساتذہ کے لیے کتابچہ تیار کیا گیا۔ جماعت اول تا دہم تک فروغ دیے جانے والے 18 اہم اقدار کی شناخت کر کے ہر جماعت میں ان کے متعلقہ اسباق سے جوڑ دیا گیا ہے۔ جو

1) آزادی (2) مطمئن زندگی (3) کردار سازی (4) زندگی کی مہارتیں (5) احساس ذمہ داری (6) بچت (7) صحت کی قدر (8) تہذیب وتمدن سے محبت (9) سائنسی رجحان (10) انصاف (11) امن وچین سے مل جل کر زندگی گذارنا (12) محنت کی قدر (13) خدمت کا جذبہ (14) مساوات، بھائی چارگی، خواتین کے تئیں عزت (15) قومی جذبات۔ حب الوطنی (16) سیکولرزم۔ مذہبی رواداری (17) جمہوریت میں اقدار سے محبت (18) ایمانداری

ان میں سے 12 تعین سطحی اقدار اور فوقانوی سطح کے لیے جملہ 8 اقدار پر متعین ہے۔ ایک ایک قدر، ذیلی قدر کو تعین کرتے ہوئے اسباق تیار کئے گئے ہیں۔

اقدار (اخلاق) تدریس کے ذریعہ حاصل نہیں ہوسکتے۔ اس کا حصول عمل کے ذریعہ ممکن ہے۔ لہذا جماعت واری تیار کئے گئے اساتذہ کے کتابچہ میں، مناظر، واقعات، ہر منحصر بحث ومباحثہ عمل کرنا، ردعمل ظاہر کرنا، جیسے سرگرمیوں سے مربوط ابواب شامل ہیں۔ مباحثہ کے ذریعہ روئے کی تربیت ہونا چاہئے۔ عمل کے ذریعہ برتاؤ میں تبدیلی کی امید کرتے ہوئے اسباق تیار کئے گئے ہیں۔ اس کو روبہ عمل لانا چاہئے۔ ہماری ذمہ داری ہے اساتذہ کی رہنمائی کے لیے ہدایات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اسی طرح طلباء کے لیے ہدایات بھی موجود ہیں۔

چاہے کتنا ہے اچھا کتابچہ کیوں نہ ہو وہ معلم کی برابری نہیں کرسکتا۔ معلم خود کو ایک مثالی نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہوئے اقدار کے فروغ کی کوشش کرے۔ نصابی منصوبہ اور جماعت واری منصوبہ کے تحت تیار کئے گئے کتابچہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے درس وتدریس کا کام انجام دیں۔ دستور ہند کے دیباچہ میں بتائے گئے عملی اقدار، روئے، استعدلالی غور وفکر کے حامل شہری کی طرح فروغ پانے کے لیے ایک معلم کی حیثیت سے ہماری جانب سے پوری پوری کوششیں ہونی چاہئے۔ اس کتابچہ میں موجود نکات سے آپ کو کچھ حد تک رہنمائی مل سکتی ہے۔ اسی تک محدود نہ ہوتے ہوئے اس کے علاوہ دوسرا زائد مواد جمع کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اقدار پر مبنی سماج کی تشکیل کے لیے ہماری یہ ادنیٰ کوشش چاہے ذرہ برابر ہی کیوں نہ ہو طلباء کے ذہنوں کو منور کرے گی۔ اس اعتماد کے ساتھ کوششیں کریں گے اور کامیابی حاصل کریں گے۔

ڈائرکٹر

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت، تلنگانہ، حیدرآباد۔

مرتبین

شری سورنا و نائک، کوآرڈینیٹر، ایس.سی.ای.آر.ٹی، حیدرآباد

شریمتی کے.آر.ٹی.ایل.جیوترمئی، لکچرر ایس.سی.ای.آر.ٹی، حیدرآباد.

شری ٹی.وی.ایس.رمیش، کوآرڈینیٹر، ایس.سی.ای.آر.ٹی، حیدرآباد

شریمتی یو.بگُما، تلگو پنڈت، ایس.سی.ای.آر.ٹی، حیدرآباد.

شری سری نیواسولا رگھورام، معلم، پرائمری اسکول گرندھی سری، ضلع نیلور

شریمتی ونگا پوری سورنالتا، معلّمہ GHS، پاتا پٹنم، پولاورم، ضلع مغربی گوداوری

شری ایل.ایم. پرساد، معلم، GHS,CPL، امیر پیٹ، حیدرآباد

شریمتی آگوڈوری سرلماس، معلّمہ، GPS، چیرلا پلی، چتور ضلع

شری بسیو لا پرتاپ، معلم، GPS، گما، چیتا، عادل آباد

شریمتی پی. مادھوی، تلگو پنڈت، بی.وی.بی.اے.آر.اسکول جوبلی ہلس، حیدرآباد

شری بلگم رام موہن، معلم، GPS، رویندرا پور، مدھول، ضلع عادل آباد

شریمتی جی.سرالا دیوی، معلّمہ، GPS، گنگا پور، محبوب نگر

شری نندی گاما کشور کمار، تلگو پنڈت GHS، اپاٹور، ضلع محبوب نگر

معاونین

شریمتی ڈاکٹر رما دیوی، لکچرر، ایس.سی.ای.آر.ٹی، حیدرآباد۔

شری وی.سرتھ بابو، تلگو پنڈت، سیتا پھل منڈی، حیدرآباد۔

شری ڈاکٹر ڈی.نریش بابو، تلگو پنڈت، GHS گوسپاڈو، ضلع کرنول۔

شری ڈی. چنیا، اسکول اسسٹنٹ، جگت گیری نگر، رنگاریڈی۔

شری آر.وٹھل شرما، معلم، ضلع کریم نگر۔

شری ڈاکٹر جی.وشنو پرساد، اسکول اسسٹنٹ، ضلع کرشنا۔

شری کے.شومیشور راؤ، معلم ضلع سریکاکلم۔

شری ڈی. چنا راؤ، تلگو پنڈت، ضلع وجیانگرم۔

شری اے.سری نیواس راؤ، اسکول اسسٹنٹ، ضلع وجیانگرم۔

ایڈیٹر اینڈ کو آرڈینیٹر

جناب محمد افتخار الدین شادؔ، ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت، تلنگانہ، حیدرآباد۔

مشیر

جناب ڈاکٹر این اوپیندر ریڈی، پروفیسر و صدر شعبہ نصاب و درسی کتب، ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت، تلنگانہ حیدرآباد

مشیر اعلیٰ

جناب جی۔گوپال ریڈی

سابق ڈائرکٹر،

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت، تلنگانہ، حیدرآباد۔

جناب ایس جگناتھ ریڈی

ڈائرکٹر،

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت، تلنگانہ، حیدرآباد۔

اسمائے مترجمین ومرتبین

جناب محمد عبدالمتین، گزیٹیڈ ہیڈ ماسٹر،
ضلع پریشد چوٹا پلی، ضلع نظام آباد۔

جناب محمد ظہیر الدین، اسکول اسسٹنٹ،
ضلع پریشد ہائی اسکول، آرمور، ضلع نظام آباد۔

جناب محمد عبدالمعز، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ ہائی اسکول، سواران، ضلع کریم نگر۔

جناب محمد یٰسین شریف، گزیٹیڈ ہیڈ ماسٹر،
نلی کودور، ضلع ورنگل۔

جناب محمد مظفر اللہ خان، اسکول اسسٹنٹ (اردو)
گورنمنٹ ہائی اسکول درگماں گڈہ، ضلع کریم نگر۔

جناب محمد سرور، اسکول اسسٹنٹ،
گورنمنٹ ہائی اسکول مکرم پورہ، ضلع کریم نگر۔

جناب عطاالرحمٰن، اسکول اسسٹنٹ
ایم پی یو پی ایس، جنارم، ضلع عادل آباد۔

جناب خورشید علی ہاشمی، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ گزیٹیڈ ہائی اسکول نمبر 1، ضلع عادل آباد۔

جناب محمد علیم الدین، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد ہائی اسکول، پٹلور، ضلع رنگا ریڈی۔

جناب عبدالرؤف، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد ہائی اسکول (ذکور) اوتکور، ضلع محبوب نگر۔

جناب محمد نذیر احمد، موظف لکچرر
ایس سی ای آر ٹی حیدرآباد۔

ڈاکٹر محمد عبدالقدیر، اسکول اسسٹنٹ،
ضلع پریشد ہائی اسکول، یوتھ، ضلع عادل آباد۔

جناب فضل احمد اشرفی، معلم اردو
گورنمنٹ بوائس ہائی اسکول، کوٹلہ عالیجاہ، حیدرآباد۔

جناب محمد عبدالرحمٰن شریف، معلم اردو
گورنمنٹ ہائی اسکول، پولیس لائن ضلع محبوب نگر۔

جناب محمد حمید خان، معلم اردو
جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد۔

جناب خواجہ مخدوم محی الدین، اسکول اسسٹنٹ،
ضلع پریشد ہائی اسکول، راما گندم، ضلع کریم نگر۔

جناب انصار اللہ، اسکول اسسٹنٹ
گورنمنٹ ہائی اسکول، اسریٰ کالونی، نرمل، ضلع عادل آباد۔

جناب محمد ایوب احمد، اسکول اسسٹنٹ
ضلع پریشد ہائی اسکول (اردو)، آتما کور، ضلع محبوب نگر۔

جناب ارشد محمد، ایس آر جی۔
ایم پی پی ایس، بیلما گڈہ، ضلع عادل آباد۔

جناب محمد اعجاز الدین، ایس جی ٹی
گورنمنٹ پرائمری اسکول، نیا بازار، ضلع کھمم۔

کمپوزنگ: ٹی محمد مصطفےٰ' حبیب کمپیوٹرس' بھولکپور' مشیرآباد' حیدرآباد۔

اساتذہ کے لیے ہدایتیں

- ''اقدار کی تعلیم - حیاتی مہارتیں'' کتابچے جماعت اول تا دہم ترتیب دی گئی ہیں یہ کتابیں بچوں کو ملحوظ رکھ کر تیار کی گئی ہیں۔یعنی اساتذہ ان کا استعمال تدریسی واکتسابی سرگرمیوں کے نظم اور بچوں کے خود اکتساب کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔
- ایک تعلیمی سال میں محکمہ تعلیمات کی جانب سے مضمون واری مختص کیے گئے پیریڈ کی تعداد کے مطابق جماعت واری اسباق کو شامل کیا گیا ہے۔
- جماعت ششم تا جماعت دہم ہفتہ میں 48 پیریڈ ہوتے ہیں۔ان میں ہر مضمون کے تحت پیریڈ کی تقسیم حسب ذیل ہوگی۔

زبان اول	-	6 پیریڈ	سماجی علم	-	6 پیریڈ
زبان دوم	-	3 پیریڈ	اقدار کی تعلیم -		2 پیریڈ
زبان سوم	-	6 پیریڈ	صحت وجسمانی تعلیم	-	3 پیریڈ
ریاضی	-	8 پیریڈ	فنون وثقافتی تعلیم	-	3 پیریڈ
فزیکل سائنس	-	4 پیریڈ	کام،کمپیوٹر کی تعلیم	-	3 پیریڈ
حیاتیات	-	4 پیریڈ	جملہ	-	48 پیریڈ

- اقدار کی تعلیم حیاتی مہارتوں کے تحت تدریسی واکتسابی سرگرمیوں کے نظام کے لیے تحتانوی سطح پر ہفتہ میں ایک پیریڈ، فوقانوی سطح کے لیے ہفتہ میں دو پیریڈ ہیں اور اسی مناسبت سے اسباق ترتیب دیے گئے ہیں۔
- تحتانوی سطح پر 12 اہم اقدار کی بنیاد پر 12 اسباق شامل کئے گئے ہیں۔اسی طرح فوقانوی سطح پر 18 اہم اقدار کی بنیاد پر 18 اسباق شامل کیے گئے ہیں۔
- ان کے علاوہ اقدار کے فروغ میں معاون نظموں، کہانیوں، گیتوں، نغموں کو زائد طور پر شامل کیا گیا ہے۔جماعت سے سوم سے ممتاز شخصیتوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔
- ایک سبق میں مضمون کی ترتیب حسب ذیل ہوگی۔

☆سبق کا نام ☆اہم قدر ☆ذیلی قدر ☆متوقع نتائج/ مقاصد ☆تمہید/مضمون/ واقعات/ بیانیے ☆مشقیں-سوچنا-ردعمل ظاہر کرنا : جماعت کا مشغلہ گروہی کام:عمل کرنا- تجربہ بیان کرنا ☆ قول

- اقدار کی تعلیم اور حیاتی مہارتوں سے تعلق رکھنے والے نکات خاص طور پر مباحثہ کے لیے ہیں۔ان پر عمل کرتے ہوئے تجربات کے تبادلہ خیال کو اہمیت دی گئی ہے۔لہٰذا جہاں تک ہو سکے انہیں لکھانے کی کوشش نہ کی جائے۔
- سوچنا-ردعمل ظاہر کرنا: کے تحت دیے گئے سوالوں کے ذریعہ کمرہ جماعت میں مباحثہ کا اہتمام کریں۔مابعد کمرہ جماعت کا مشغلہ-گروہی کام کروائیں اسی طرح عمل کیجیے-تجربات بیان کیجیے کے تحت دیے گئے امور پر عمل آوری کرواتے ہوئے بچوں سے ان کے تجربات اور احساسات بیان کروائیں۔
- دیگر مضامین کی طرح اقدار کی تعلیم-حیاتی مہارتیں کی بھی جانچ کی جائے۔ان کی جانچ مجموعی جانچ کی طرح کی جائے۔یعنی ایک تعلیمی سال میں تین مرتبہ جانچ کرنی ہوگی۔اس کے لیے امتحانات منعقد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔بچوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے ان کے تجربات، اطلاق، چال چلن، اقدار وغیرہ کی بنیاد پر جانچ کی جائے۔
- ان کی جانچ 50 نشانات پر مشتمل ہوگی۔اقدار کی تعلیم-مہارتیں کی بنیاد پر بچوں میں تعلیمی معیار کو فروغ دیں وہ اس طرح ہیں۔

(1) اچھے اور برے کی تمیز کرنا، اچھے کردار کے حامل ہونا (2) دستوری اصولوں پر عمل کرنا (3) شخصی اقدار یعنی قوت برداشت، رحم دلی، یگانگت وغیرہ کے حامل ہونا (4) حیاتی مہارتوں کے حامل ہونا (5) اساتذہ، بزرگوں، سماج اور حکومت کے تئیں مناسب رویہ کے حامل ہونا (6) مذکورہ بالا تعلیمی معیار کا جائزہ متعلقہ اسباق سے لیا جا یا ان کے حصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اہم اقدار سے متعلق اسباق جماعت واری دئے گئے ہیں۔ایک استعداد کے لیے 10 نشانات کے حساب سے 50 نشانات کے لیے جانچ منعقد کریں۔

- بچوں کی ترقی کا جائزہ لے کر گریڈنگ درج کریں۔

A1	-	91%
A2	-	71% - 90%
B1	-	51% - 70%
B2	-	41% - 50%
C	-	0% - 40%

- بچوں کی ترقی کی گریڈنگ درج کرتے وقت ان سے متعلق کیفیت بھی درج کریں۔
- تدریسی واکتسابی سرگرمیوں کے اہتمام کا طریقہ-تحتانوی سطح

پہلا پیریڈ
- تمہید سے واقف کروائیں۔
- سبق سے متعلق مناظر یا حالات/ واقعات/ بیانئے کسی ایک سے پڑھوائیں یا کہلوائیں۔
- سوچے-ردعمل ظاہر کیجیے کے تحت دیے گئے سوالوں کی بنیاد پر کمرہ جماعت میں مباحثہ منعقد کریں۔

دوسرا پیریڈ
- جاننے سے متعلق مواد کے بارے میں بچوں کو بتلائیں یا کسی ایک سے پڑھوائیں۔مباحثہ کے ذریعہ فہم پہنچائیں۔
- کمرہ جماعت کا مشغلہ-گروہی کام کے لیے بچوں کو گروہی طور پر تقسیم کریں۔ہر گروپ کے کام کا مظاہرہ کروائیں۔
- عمل کیجیے-تجربات بیان کیجیے سے متعلق امور پر عمل آوری گھر میں کرنے کے لیے کہیں۔

تیسرا پیریڈ
- کتاب کے آخر میں ضمیمہ کے تحت شامل کی گئیں کہانیوں/نغموں/نظموں/احادیث/ممتاز شخصیتوں کے بارے میں بچوں سے کمرہ جماعت میں پڑھوائیں اور مباحثہ کے ذریعہ فہم پہنچائیں۔
- اس کے بعد عمل کیجیے-تجربات بیان کیجیے سے متعلق ایک ایک طالب علم سے گفتگو کروائیں۔
- سبق کے آخر میں دیے گئے قول سے واقف کروائیں۔

- اسکولوں میں اقدار کی تعلیم، حیاتی مہارتیں کی کتابیں بچوں کو بھی دی جاسکتی ہیں۔لائبریری پیریڈ یا ظہرانے کے درمیان بچوں کو مطالعہ کے لیے یہ کتابیں دی جاسکتی ہیں۔
- اقدار کی تعلیم-حیاتی مہارتیں کے تحت دیے گئے مناظر یا حالات، واقعات، اقوال، نظمیں، احادیث، کہانیاں، ممتاز شخصیتوں سے متعلق مزید نکات حاصل کر کے بچوں کو واقف کرواسکتے ہیں اور ان کی بنیاد پر مباحثے، گروہی کام عمل کیجیے-تجربات بیان کیجیے وغیرہ کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔
- اسکول کی لائبریری میں موجود کتابوں، میگزینوں اخباروں وغیرہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- طلبا کے لیے ہدایتیں بھی دی گئیں ہیں۔ان ہدایتوں کو پہلے پیریڈ میں پڑھ کر سنائیں اور ان کے بارے میں سمجھائیں ان کے مطابق بچوں کو عمل کرنے والا بنائیں۔

طلبا کے لیے ہدایات

- ☆ پیارے بچو! ''اقداری تعلیم، حیاتی مہارتیں'' نامی یہ کتاب آپ ہی کے لیے مرتب کی گئی ہے۔
- ☆ ان میں موجود اسباق، نظمیں، کہانیاں، اقوال زرین، رہنماؤں سے متعلق آپ کے اساتذہ آپ کو بتلائیں گے یا پھر آپ خود پڑھیں، دوسروں کو بتائیں اور ان سے گفتگو کریں۔
- ☆ ہفتہ میں ایک دن اس کی تدریس کی جائے گی۔
- ☆ معلم کسی ایک عنوان کے پس منظر واقعہ کے عنوان کے مطابق طلباء میں کوئی ایک طالب علم پڑھنے کے بعد چند سوالات پوچھے گا، آپ ان سوالات کے جواب سوچ کر دیجئے اور بحث میں حصہ لیجئے۔
- ☆ کمرہ جماعت میں گروہی مشاغل کا انعقاد ہوگا۔ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشاغل میں حصہ لیجئے۔ اپنے گفتگو کردہ نکات کمرہ جماعت میں بیان کیجئے۔
- ☆ عنوان کے تحت آپ کو کام تفویض کئے جائیں گے، تفویض کردہ کام کیجئے۔
- ☆ اس کے بعد والے پیپر کو کیا کیا گیا؟ آپ کو کیسا محسوس ہوا؟ اس سے آپ نے کیا سیکھا؟ وغیرہ اور اپنے تجربات بیان کیجئے۔
- ☆ اس کے تحت زیادہ تر نکات انجام دینے اور بیان کرنے کیلئے رکھے گئے۔ ان کو لکھنے کی کوشش نہ کریں۔
- ☆ آپ کو معلوم کردہ/مباحث کردہ نکات کی بنیاد پر اخبارات/رسالوں کا مطالعہ کیجئے۔ ان کے ذریعہ جمع کردہ عنوانات، خبریں، اقوال زرین وغیرہ کو کمرہ جماعت میں پڑھ کر سنائیں۔ اس کے بعد ان کو دیواری رسالہ پر چسپاں کریں۔
- ☆ ان نکات کی بھی جانچ ہوگی۔ لیکن ان کے امتحان ہوں گے۔ آپ کی ان سرگرمیوں میں شمولیت کیسی ہے؟
- ☆ آپ کا برتاؤ کیسا ہے؟ آپ میں کیا تبدیلی واقع ہوئی ہے؟ وغیرہ نکات کا آپ کے اساتذہ جائزہ لے کر نشانات دیں گے۔ اس کی بنیاد پر آپ کو گریڈ تک دی جائے گی۔
- ☆ اس طرح تعلیمی سال میں تین مرتبہ آپ کی جانچ ہوگی اور اندراج ہوگا۔ پہلا مجموعی، دوسرا مجموعی اور تیسرا مجموعی جانچ کے علاوہ آپ کی سرگرمیوں سے متعلق جائزہ لے کر آپ کی ترقی کا اندراج کیا جائے گا۔
- ☆ جماعت دہم کے میمو/سرٹیفکٹ میں بھی ان کی تفصیلات درج ہوں گی۔
- ☆ پکوان کتنا بہترین کیوں نہ ہو اس میں اگر ایک چٹکی نمک نہ ہو تو ذائقہ حاصل نہ ہوگا۔ اس طرح ہم چاہے کتنی بھی تعلیم حاصل کرلیں، کونسا بھی گریڈ حاصل کرلیں، اگر ہم میں ادب واحترام، قوت برداشت، حیا اور امتیاز نہ ہو تو ہماری قدر نہ ہوگی۔ لہٰذا اقداری تعلیم، حیاتیاتی تعلیم کے اسباق کے ذریعہ آپ ترقی حاصل کریں۔

فہرست مضامین

سلسلہ نشان	مشق کا نام	صفحہ نمبر
.1	کسی کے لیے ہم رکاوٹ نہیں بنیں گے	1 - 3
.2	آزادی میں مزا ہے	4 - 6
.3	شکریہ	7 - 10
.4	مسکراہٹ	11 - 13
.5	میں کام کروں گا	14 - 18
.6	پانی کی قدر	19 - 22
.7	انفرادی صفائی	23 - 25
.8	بڑوں کا احترام کریں گے	26 - 29
.9	کوڑادان استعمال کریں گے	30 - 33
.10	ایمان داری سے رہیں گے	34 - 36
.11	ناانصافی	37 - 40
.12	انہیں تکلیف ہوگی	41 - 45

ضمیمہ

1۔	حمد	47 - 41
2۔	احادیث	42 - 44
3۔	نظمیں/غزلیں	45 - 48
3۔	کہانیاں	49 - 65

1 کسی کے لیئے ہم رکاوٹ نہیں بنیں گے

I۔ اہم قدر	آزادی
II۔ ذیلی قدر	دوسروں کے کام میں خلل نہیں ڈالیں گے
III۔متوقع نتائج / مقاصد:	دوسروں کی آزادی میں دخل اندازی نہ ہوفہم حاصل کرنا دوسروں کے جذبات کی قدر کرنا

IV. تمہید

ہر شخص آزادی پسند کرتا ہے

ہر ذی حیات آزادی کا متمنی ہوتا ہے ۔۔تو وہ آزادی ایسی ہونی چاہئے جس سے دوسروں کے کاموں میں خلل نہ ہو اوردوسرو کی آزادی متاثر نہ ہو۔ان کی ضرورتوں کا احساس ہوان کے جذبات کی قدر ہو۔

اپنی خوشی کے لیے دوسروں کوتکلیف نہ دیں۔ایسانہ کرتے ہوئے اکثر لوگ انجانے میں دوسروں کے کاموں میں خلل ڈال کران کیک آزادی کومتاثر کرنے سے کس طرح کے حالات درپیش ہوتے ہیں ان واقعات سے پتہ چلتا ہے

واقعات

اکثر لوگ انجانے میں دوسروں کیلئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں ان کی بری عادتوں کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے بعض اوقات یہ حالات بہت زیادہ بگڑ جاتے ہیں وہ کیسے؟ ذیل کے واقعہ کا مطالعہ کیجئے۔

نعمان جماعت دہم کا طالب علم ہے۔سالانہ امتحانات ہورہے ہیں۔نعمان امتحان کی تیاری کیلئے پڑھ رہا ہے۔

نعمان کے پڑوس میں چار مکانات ہیں۔ پڑوسی والی شرفابی کو دن تمام ٹی۔وی دیکھنے کی عادت ہے۔وہ بھی بلند آواز سے سنتی تھی نعمان کتابیں لے کر پڑھنے بیٹھتا ہے لیکن پڑوس کے مکان سے آنے والی ٹی۔وی کی بلند آواز سے اس کا دل پڑھائی سے اچاٹ ہو جارہا ہے۔نعمان کو غصہ آیا وہ سوچا کہ آواز کیا آلودگی پر ایک تقریر کرے۔لیکن اس کو ہونے والی تکلیف کا اظہار شائستگی سے شرفابی کے سامنے کردیا۔اس کی باتیں اسکے کانوں پر کوئی اثر نہیں کیں۔الٹا بول اٹھی میرے گھر میں ٹی۔وی دیکھ رہی ہوں تو تیرا کیا جارہا ہے۔دیکھیے! شرفابی کو کسطرح اپنی عادت سے دوسروں کو ہونے والے نقصان کا احساس تک نہیں رہا۔کیا ایسا کرنا مناسب ہے۔سوچئے۔

واقعہ:2

وہ ایک پرئمری اسکول تھا جماعت سوم کے بچوں کو نکہت ٹیچر سبق پڑھا رہی ہے۔ بازو کی جماعت چہارم کے قمر ٹیچر نہیں آئے۔اسلئے آج اس جماعت کے بچے کتب خانہ سے کتابیں لے کر مطالعہ کرنے لگے۔اس میں فیروز نام کا طالب علم ایک کہانی کو بلند آواز سے پڑھنے لگا۔جس کی وجہ سے دوسرے طلباء کو خلل ہونے لگا۔وہ صحیح طرح سے پڑھ نہیں سکتے تھے۔تھوڑے بچے گڑبڑ کرتے ہوئے چیخ و پکار کرنے لگے۔اس میں دو بچے آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں ان حالات سے جماعت سوم کے بچوں کو خلل ہورہا ہے۔

اس طرح جماعت میں شور مچانا دوسروں کو خلل پہنچاتے ہوئے بلند آواز سے مطالعہ کرنا کیا یہ سب مناسب ہے۔

واقعہ:3

ایک ہفتہ میں دیپاوالی کا تہوار آنے والا ہے۔ابھی سے بچوں میں خوشیاں شروع ہوگئیں۔محلوں میں بچے بلند آواز والی پٹاخہ جلارہے ہیں۔اس طرح سڑکوں پر پٹاخے جلانے سے راہ چلنے والوں کو ،موٹر گاڑیوں پر جانے والوں کو تکلیف ہورہی ہے۔بچوں کو اس کی پرواہ نہیں ہے۔وہ اپنی خوشیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔شور مچارہے ہیں اچانک سرینواس کی جلائی ہوئی راکٹ ایک مکان میں داخل ہوگئی۔اتنا ہونا ہی تھا کہ! بچے مارے خوف کے بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس طرح گاؤں میں ایک شادی کی برات نکلی۔ان کی خوشی کیلئے وہ بڑے بڑے پٹاخوں کی لڑیاں جلارہے ہیں۔وہ بلاتوقف پھٹتے ہی جارہے ہیں۔لوگ گھبرا کر ادھر اُدھر بھاگ رہے ہیں۔ان آوازوں کی وجہ سے چھوٹے بچے خوف کے مارے رو رہے ہیں ۔ان کو سولانے کے لیئے مائیں پریشان ہورہے ہیں۔دھوئیں کی وجہ سارا ماحول آلودہ ہوگیا۔گھر پر نہ گرے اس کوشش میں دادا جان پریشان ہورہے ہیں اور کھانستے جارہے ہیں۔

یہ کیا طریقہ ہے کہتے ہوئے لوگ آگے بڑھتے جارہے ہیں۔

VI۔ (i) سوچنا۔ردعمل ظاہر کرنا۔

1. کیا آپ نے تینوں موقعوں کے بارے میں معلومات حاصل کر لیئے ہیں؟ اس سے کس کو تکلیف پہنچی؟ کیا ایسا کرنا مناسب ہے؟
2. ہماری آزادی کی خاطر دوسروں کو خلل نہیں پہنچانا۔کیوں؟
3. خلل پیدا ہونے والے موقع کونسے ہیں؟ جب ہمارا برتاؤ کیسا ہونا چاہیے؟

جانیے

ہماری عادتوں کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف پہنچانے والے مواقع کتنے ہی ہوتے ہیں۔اس کا کوئی خیال نہیں کرتے اس بارے میں سوچتے بھی نہیں۔بزرگوں کا قول ہے کہ جو کام کے کرنے سے ہمیں تکلیف ہوتی ہو دوسروں کے ساتھ بھی ہم اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔انسانی زندگی کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول یہ ہے۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

آزادی پر اثر انداز ہونے والے واقعات کا جدول تیار کیجئے۔انہیں کیسے سدھارا جا سکتا ہے بحث کیجئے۔

(ج) عمل کرنا۔تجربات بیان کرنا

1. ایک ہفتہ میں آپ کس طرح کی مصیبتوں اور رکاوٹوں کا شکار ہوئے نشاندہی کیجئے؟ اور بتایئے کہ اس وقت آپ نے کیا کیا؟
2. ایک ہفتہ آپ دوسروں کے لیے تکلیف نہ دینے والا برتاؤ کیجئے۔بتایئے کہ اس کے لیے آپ نے کیا کیا؟

قول

دوسروں کے کاموں کی وجہ سے ہمیں جو تکلیف محسوس ہوتی ہے ویسے کام ہم دوسروں کے لئے ہرگز نہ کریں۔

2 آزادی میں مزا ہے

I۔ اہم قدر	مطمئن زندگی گزاریئے
II۔ ذیلی قدر	آزادانہ زندگی خوشگوار ہوتی ہے فہم حاصل ہو
III۔متوقع نتائج / مقاصد:	آزادی سے رہنا باعث مسرت وخوشی جان جائیں گے آزادی سے رہنے سے خوشی نصیب ہوتی ہے جانیں گے

IV. تمہید

کائنات میں ہر جاندار کو آزادی ہے سے جینے کا حق ہے جب آزادی چھن جاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتاہیکہ سب کچھ چھن گیا۔انسان ہی نہیں بلکہ چرندے پرندے کو بھی آزادی ہوتی ہے۔آزاد زندگی سے خوشی حاصل ہوتی ہے آزادی کے بغیر کسی چیز سے خوشی نہیں ملتی۔

واقعات

I۔واقعہ:

گنگادھر اپنے افرادِ خاندان کے ساتھ نظام آباد میں مقیم تھا۔انکا اکلوتا بیٹا انیورودھ تھا۔انیورودھ کو کسی اچھے اسکول میں داخلہ دلا کر تعلیم دلانا چاہتے تھے۔انیورودھ کو اپنے گاؤں میں اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنا کودنا اور شور وشرابہ کرنا پسند تھا ۔لیکن والدین تعلیم کیلئے حیدرآباد کے معیاری اسکول میں داخلہ دلوایا۔وسیع وعریض کھلی مدرسہ کی عمارت،گھر سے بھی زیادہ آرام دہ ہاسٹل،عمدہ کھانے پینے رہنے کا انتظامات ہفتہ میں ایک دفعہ ماں یا باپ ملنے آتے ۔جب ت رروڑی دیر کیلئے ان کے ساتھ باہر جانے کا موقع دیا جاتا۔انیورودھ ہر ہفتہ اپنے ماں باپ کی راہ دیکھتا رہتا۔ان کے واپس جانے کے بعد پھر سے وہ اداس ہوجاتا۔مدرسہ کو تعطیلات دی گئیں ۔تعطیلات میں گھر کو آتے ہی ایسا لگتا کہ انیورودھ کو پر لگ گئے ہیں ۔تعطیلات جلد یگزر گئے۔پھر سے اسکول جانے کا وقت آ گیا۔انیورودھ کی ضد تھی کہ وہ یہیں گھر پر رہ کر اسکول جائے گا۔

II۔واقعہ:

سدھ کر ایک دیہات کا رہنے والا تھا۔اسکے والدین ضعیف ہو رہے تھے۔سدھاکر محنت سے تعلیم حاصل کر کے ایک عمدہ ملازمت حاصل کرلیا۔گاؤں کے نامناسب سہولتوں والے مکان کو چھوڑ کر شہر کے اپارٹمنٹ میں منتقل ہوگئے۔وہاں پر ساری آرام وآسائش مہیا ہے۔سدھاکر اپنے والدین کو بھی اپنے ساتھ ۔۔۔لے گیا۔وہاں پر وہ تمام سہولتوں والا مکان دیکھ کر بہت خوش ہوگئے سدھاکر کے دفتر جاتے ہی وقت گزاری کیلئے ٹی۔وی دیکھتے بیٹھتے لیکن کتنی دیر ٹی۔وی دیکھیں گے ؟گھر سے باہر نکلیں تو کوئی موجود نہیں کیونکہ تمام پڑوسی ملازمت کو چلے جاتے تھے۔راستے نامعلوم ہونے کی وجہ سے شہر بھی گھوم نہیں سکتے تھے۔اسطرح ایک ہفتہ گزارنے کے بعد وہ واپس اپنے گاؤں جانا پسند کرے اور بیٹے سے کہا! آپ خود ہفتہ میں ایک مرتبہ آکر ملاقات کر کے جایئے۔

VI۔ (i) سوچنا۔ردعمل ظاہر کرنا۔

1. انیرودھ کو ہاسٹل میں تمام سہولتوں کے باوجود وہ کیوں مطمئن اور خوش نہیں تھا۔
2. تم آرام وآسائش کے باوجود بھی سدھاکر کے والدین کیوں اپنے گاؤں کو لوٹ جانا چاہتے تھے؟
3. آزادی کھو جاتی ہے تو کیسا محسوس ہوتا ہے؟

جانیے

انسان آزادی سے زندگی گزارنا پسند کرتا ہے۔ اپنی من پسند اور خوش کرنے والے کام کرنا ہی آزادی ہے۔ تو پھر ہمیں ساری سہولتیں بہم پہنچا کر جیل کی طرح ایک کمرے میں رکھیں گے تو کیا ہم خوش رہ سکیں گے آزادی نہ ہوگی تو خوشی بھی نہ رہیگی۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔ گروہی کام

☆ طلباء کو گروہی تقسیم کر کے ذیل کے نکات پر بحث کروائی جائے۔

1. کہاں کہاں کس کس کے پاس آزادی سے رہتے ہیں۔ کیوں؟
2. کہاں کہاں کس کس کے پاس آزادی سے نہیں رہ پا رہے ہیں۔ کیوں؟

(ج) عمل کرنا۔ تجربات بیان کرنا

طلباء سے جانئے کہ وہ ایک ہفتہ میں اپنے گھر میں کب کب آزادی سے گزار رہے ہیں۔ اور کب کب آزادی محسوس نہیں کر رہے ہیں۔ بحث کروائیں۔

قول

3 شکریہ

I۔ اہم قدر	کردار سازی
II۔ ذیلی قدر	جذبہ شکر گزاری پیدا ہونا
III۔ متوقع نتائج / مقاصد:	احسان (فائدہ) کرنے والے کو نہیں بھولنا چاہیے۔ نہ صرف انسانوں کے متعلق بلکہ ہمیں فائدہ پہنچانے والے ہر جاندار، کائنات کی ہر شئے سے متعلق جذبہ شکر گزاری ہونا چاہیے جانیں گے۔

IV. تمہید

انسان میں پائی جانے والی اچھی خصوصیات میں سے شکر گزاری ایک ہے ہمیں جب کسی کی جانب سے فائدہ یا بھلائی ہو تو اس بھلائی کرنے والے کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔

انسان کو انسان ہی سے فائدہ ہونا ضروری نہیں۔ انسانوں کو فائدہ پہنچانے والوں میں سے چرند، پرند، درخت پہاڑ، ندیاں وغیرہ بھی شامل ہیں ان سے ہونے والے فائدہ کو نہیں بھولنا چاہیے۔ انہیں کبھی نقصان نہیں پہنچانا چاہیے جہاں تک ہو سکے فائدہ ہی کریں۔ ان تمام کا تعلق جذبہ شکر گزاری ہی سے ہے۔

۷۔ واقعات

واقعہ:1

اگر ہمارے گھر میں ایک ناریل کا درخت اگایا جارہا ہے۔تو سب سے پہلے اس کے اطراف ایک کیاری بنانا چاہیے۔اور روزانہ پانی دینا چاہیے۔کچھ دنوں کے بعد باڑ (جالی) لگا کر حفاظ کرنا چاہیے۔اس طرح دو تین سال حفاظت سے دیکھ کرنے پر ہمیں پانی دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔درخت خود ہی اپنی جڑوں سے پانی جذب کرتے ہوئے نمو پاتا رہتا ہے۔

مسلسل ایک خوشہ سے 12 تا 15 پھل دینا شروع کرتا ہے۔اچھی طرح تیار ہوئے ایک پھل میں تقریبا ایک لیٹر میٹھا پانی اپنے اندر سما کر موقع پاتے ہی ہو ہمیں عطا کر دیتا ہے۔وہ اسلئے کہ ہم اس کی ابتداء سے نگہداشت کرتے ہوئے آئے ہیں۔ایک خوشہ کاٹتے ہیں ایک مہنہ کے اندر دوسرا خوشہ نکلتا ہے۔اس طرح سالانہ بارہ خوشوں سے کم خوشے نہ ہو دیتا ہے۔ماہانہ ایک خوشہ دیتا ہے۔پتہ کی گاڑیوں کو استعمال کر کے جھاڑو بنا لینے کو کہتا ہے۔ناریل کے چھلکے کے ریشوں سے تو بے حساب فائدے ہوتے ہیں۔اس کے تیل کو سر کو لگانے اور پکوان کیلئے استعمال کرتے ہیں۔اس کا پانی اتنا مفید ہوتا ہے کہ ڈاکٹرس اس کو گلوکوم کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ناریل کا پانی ہمیں صرف ایک پھل سے ہی نہیں ملتا بلکہ ہر پھل ہمیں پانی دیتا ہے۔

اس طرح یہ درخت اس کے لگانے والے والے کو وہ رہے یا نہ رہے یہ سمجھ کر کہ اس نے مجھ کو اگیا ہے شکر ادا کرتے ہوئے تاحیات اپنے پھلوں سے مالا مال کرتا جاتا ہے۔

واقعہ:2

احمد اور اسکی بیوی رحمہ اپنے اکلوتے بیٹے فیاض کو اسکول میں داخلہ دلا کر اچھی تعلیم دلائے۔فیاض بچپن ہی سے ذہین تھا۔ پڑھائی ہمیشہ آگے رہتا۔اعلیٰ تعلیٰ حاصل کرنے کے لیے شہر جانے کا وقت آ گیا۔فیاض کو شہر روانہ کیا گیا۔ابتدا میں فیاض بار بار خطوط لکھا کرتا تھا۔فیس کی تفصیلات بھیجا کرتا تھا۔احمد اپنی ساری چیزیں رہن رکھ کر اور قرضہ کر کے پیسے بھیجا کرتا تھا۔ پھر دو تین ہفتوں میں خط آ جاتا پیسوں کی ضرورت ہے۔گاؤں میں طرح طرح کی باتیں برداشت کرتے ہوئے بیٹے کی طلب کی گئی رقم سے آدھی رقم تو بھیجا کرتا تھا۔دھیرے دھیرے خطوط کا سلسلہ کم ہوتا گیا۔پیسے نہیں ہونے کی وجہ سے ہمارا بیٹا کیا ہو گیا سوچ کر ماں باپ پریشان ہوا کرتے تھے

فیاض دوستوں کی مدد سے اچھا پڑھتے ہوئے IAS کا امتحان کامیاب ہو گیا۔گاؤں میں ماں باپ بیٹے کی فکر میں پریشان تھے۔ایک اطلاع ملی کہ فیاض IAS کا امتحان کامیاب ہو کر کلکٹر بن گیا ماں باپ بہت خوش ہو گئے۔سرپنچ کی مدد سے بیٹے سے ملنے گئے۔کلکٹر کے بنگلہ میں فیاض اپنے دوستوں سے گفتگو کر رہا تھا۔احمد اپنے بیٹے کو دیکھتے ہی جذبات سے بے قابو ہو کر کہا ارے فیاض خوشی سے کیسا ہے۔!

فیاض نے محسوس کیا کہ دوست احمد کی طرف حیرانگی سے دیکھ رہے ہیں اور یہ کون ے! فیاض سوچا کہ اگر یہ میرے والد ہیں کہونگا تو میری عزت گھٹ جائیگی۔ اسلیئے اس نے کہا یہ یہ میرے باغ کا مالی ہے بچپن سے میری دیکھ بھال کرنے کی وجہ سے وہ بے تکلفی سے مجھے مخاطب کر رہا ہے۔

فیاض، احمد کو ازو میں لے جاکر کہا کہ ابا جان مجھے اطلاع کیئے بغیر اچانک آپہنچے۔ یہ کیا حال بنا رکھا ہے۔ اس حالت میں یہ میرے والد کہوں تو میری عزت کا کیا ہوگا، میرے عہدے کا کیا ہوگا سنتے ہی احمد کے پیروں تلے زمین ہلنے لگی۔ محنت کر کے بیٹے کو تعلیم دلوائے تو ایسا ہو گیا، سوچ کر پریشان ہونے لگے۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1. ناریل کے درخت اور فیاض دونوں میں کس نے اپنے اوپر کیئے گئے احسانات کو نہیں بھولا؟ دونوں میں کون اچھا۔ کیوں؟
2. ناریل کا درخت اپنے اوپر کیے گئے احسانات کو نہ بھولتے ہوئے کیا کیا؟
3. فیاض، احمد کو دیکھتے ہی کیا کرتا تو بہتر ہوتا تھا۔ اگر آپ فیاض کی فگہ ہوتے تو کیا کرتے ہوتے
4. ان واقعات سے آپ کو کیا سبق ملا؟
5. ہمیں کس کا شکر گزار ہونا چاہیے؟
6. ہمارے ماں باپ کے ہم پر کیا کیا احسانات ہیں۔ ہمیں ان کے احسانوں کا بدلہ کسطرح ادا کرنا چاہیے؟

جانیے

دنیا میں کئی لوگ کچھ کرتے نہیں یا تھوڑا کام کر کے ''چیونٹی کا پہاڑ'' بنا کر پیش کرتے ہیں لکڑی کے درخت کی طرح فائدہ پہنچانے والا ناریل کا رخت کیا کہہ رہا ہے۔ کس سے کہہ رہا ہے؟

کیا بدلے میں وہ ہم سے کوئی فائدے کی امید رکھتا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہے! وہ اپنی خدمات سے مطمئن نہیں ہے۔ اور اسی طرح اپنی زندگی تمام فائدہ پہنچاتے ہی رہتا ہے۔

قرآن اور احادیث کی روشنی میں ہمیں ماں باپ کی خدمات ک احکامات ملتے ہیں۔ ماں باپ کے احسانات کو فراموش کرتے ہوئے ان کے جذبات کو سمجھے بغیر، انہیں اپنے ماں باپ کہتے ہوئے شرم محسوس کرنے والے فیاض کو احسان فرموش کہتے ہیں۔

ماں باپ ہی نہیں بلکہ کوئی بھی ذرا برابر احسان کرتے ہیں تو اسکو زندگی بھر نہیں بھولنا چاہیے اور احسان کرنے والوں کو تاحیات یاد رکھنا چاہیے۔ ان کے تعلق سے شکر گزار رہنا ہمارا اقل ترین فرض ہے۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

☆ بچو! بتائیے کہ کن موقعوں پر آپ نے شکریہ ادا کیا۔ بحث کیجئے؟

(ج) عمل کرنا۔تجربات بیان کرنا

بچوں سے کہیں کہ وہ ایک ہفتہ تک ان کو حاصل ہونے والے فائدے کے بدلہ میں شکریہ ادا کرتے رہیں۔ کیا مدد حاصل کیئے ہیں/بتائیے کہ کن موقعوں پر شکریہ ادا کیئے ہیں۔ بحث کیجئے۔

درخت ہمیں پھل اور غذا ادا کرتے ہیں۔ تالاب اور ندیاں ہمیں پانی دے رہے ہیں درخت ہمیں ٹھنڈی چھاؤں اور ہوا دیتے ہیں۔ گائے اور بھینس ہمیں مزیدار دودھ پلاتے ہیں یہ زمین تو ہماری ہر طرح سے مدد کرتی رہتی ہے۔ کیا ان نعمتوں کے بدلے ہم اس کے دینے والے احکامات پر عمل کرر ہے ہیں۔ کیا ہم اس کے شکر گزار ہیں۔ سوچیے۔

قول

4 مسکراہٹ

I۔ اہم قدر	زندگی بسر کرنے کا ہنر
II۔ ذیلی قدر	مسکراتے ہوئے گفتگو کرنا
III۔ متوقع نتائج / مقاصد:	مسکراتے ہوئے گفتگو کرنے کا راز جانیں گے دوسروں سے مسکراتے ہوئے گفتگو کرنے کا ہنر جانیں گے

IV. تمہید

ہنس مکھ چہرے والوں کو سب پسند کرتے ہیں۔لوگوں میں آپسی تعلقات بڑھتے ہیں منہ جلا کر رہنے والوں کے کوئی قریب بھی آنے نہیاں دیتے۔مسکرتے ہوئے گفتگو کرنے سے ہر کوئی خوش ہوتا ہے اور ان میں ہمارے تعلق سے عزت واحترام اور دوستی کا جذبہ بڑھتا ہے۔اسلئے بچوں میں مسکراتے ہوئے شیریں گفتگو کرنے کا جذبہ پیدا کرنا بہت اہم ہے۔ذیل کے واقعات پر غور کریں۔

7۔ واقعات

واقعہ: 1

وسیم سرکاری اسکول کی جماعت سوم کا طالب علم ہے۔ وسیم اس کے والدین، اڑوس پڑوس اسکول کے ساتھیوں اور اساتذہ کو بہت پسند کیونکہ وہ سب سے مسکراتے ہوئے، عزت واحترام محبت وخلوص سے گفتگو کرتا ہے۔ کوئی کچھ بھی پوچھے تو مناسب جواب دیتا ہے۔

مکان کے قریب جب بھی کوئی پڑوسی دکھائی دیتے ہیں تو خلوص سے پوچھتا ہے انکل (uncle) خیریت سے ہیں۔ اسلئے وسیم کو دیکھتے ہیں ان کے چہروں پر خوشی اور خلوص ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اس طرح گھر آئے مہمان کو بھی عزت واحترام سے بیٹھنے کو کہتا ہے اور پینے کا پانی لاکر دیتا ہے۔ اسکول کو آتے ہی تمام بچوں سے مسکراتے ہوئے ملتا ہے۔ اور اپنے اساتذہ کو بھی مسکراتے ہوئے سلام کرتا ہے۔ ایک دن دوپہر کے کھانے کے وقت تمام بچے کھیل رہے تھے۔ کھیل کے دروان ایک لڑکی گر پڑی۔ وہ دیکھتے ہی وسیم فوراً دوڑتے ہوئے لڑکی کے پاس پہنچا اور لڑکی کو اٹھا کر گھٹنوں کو صاف کرتے ہوئے کچھ بھی نہیں ہوا! رومت ہلکا سا زخم ہے خون بھی نہیں نکلا جلد ہی کم ہو جائیگا کہتے ہوئے سمجھایا۔ وہ لڑکی رونا بند کر کے پھر سے کھیل میں مصروف ہوگئی۔

ایک دن شاہدہ ٹیچر کو کرسی پر اداس بیٹھا دیکھا (وہ ٹیچر ہمیشہ خاموش رہتی اور کسی سے بات بھی نہیں کرتی تھی اسلئے بچے خوشی سے ان کے پاس نہیں جاتے تھے) فوراً میڈم کے قریب جا کر، میڈم ایسا اداس کیوں بیٹھے ہیں؟ کیا ہوا؟ صحت ٹھیک ہے؟ پوچھنے لگا۔ چھوٹے بچے کے اسطرح پوچھنے پر انہیں تعجب کے ساتھ ساتھ خوشی بھی ہوئی۔ ٹیچر نے کہا! بخار آئی ہے بیٹا! بخار آیا! جلد ہی کم ہو گیا میڈم۔

صرف گھر کے قریب اسکول میں ہی نہیں بلکہ سفر کے دوران، تقاریب میں بھی اس لڑکے کا انداز گفتگو ایسی ہی ہوتا ہے۔ جانے انجانے سے بھی مسکراتے ہوئے گفتگو کرنے سے چھوٹا، بڑا سب منٹوں میں اس لڑکے کے دوست بن جاتے اور چاہنے لگتے۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1۔ وسیم کیسا لڑکا تھا۔ اور کیا کرتا تھا؟

2۔ کیا آپ بھی وسیم کی طرح کسی سے گفتگو کرتے ہیں۔ کیوں؟

3۔ جب کوئی آپ سے گفتگو کرتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے۔ کیوں؟

4۔ کیا کبھی کوئی آپ سے غصہ میں یا بے مروتی سے گفتگو کی ہے تو جب آپ کو کیسا محسوس ہوا؟

5۔ ہر کسی سے مسکراتے ہوئے گفتگو کنا چاہیے۔ کیوں؟

جانیے

دوسروں سے مسکراتے ہوئے گفتگو کیجئے۔

ہمیں ہرکسی سے مسکراتے ہوئے گفتگو کرنا چاہیے۔ ہمارے گھر آنے والوں کومسکراتے ہوئے عزت دینا چاہیے مہمان نوازی اسلام کا شعار ہے مہمان خدا کی جانب سے بھیجا تحفہ ہے۔ دوسرو سے مسکراتے ہوئے گفتگو کرنا اسلامی تہذیب ہے۔ مسکرا کر گفتگو کرنے سے دوسروں کا دلی بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے۔ مسکراہٹ صحت کے لئے نعمت ہے مسکراہٹ تمام امراض کا علاج ہے۔ میٹھی گفتگو سے دوسروں سے انسانیت کے رشتے بڑھا سکتے ہیں۔ سماج میں ہماری عزت واحترام بڑھ جاتا ہے۔ اسلئے ہمیشہ ہنسنا اور ہنسانا چاہیے مسکراتے ہوئے گفتگو کرنے کا عمل ہمارے گھروں سے خاندانوں سے شروع ہونا چاہیے۔ خاص طور پر ہمارے بچوں میں یہ جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ دوسروں سے جب بات کریں تو شیریں کلامی اور ملنساری سے گفتگو کرتے ہوئے فائدہ اٹھائیں۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔ گروہی کام

☆ ذیل کے نکات پر طلباء سے گفتگو کیجئے۔

1۔ آپ کے اسکول میں کون کب مسکراتے رہتے ہیں؟

2۔ بتائیے کہ آپ کس سے خلوص کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں؟

3۔ بتائیے کہ آپ کس سے خلوص سے گفتگو کیئے ہیں؟

4۔ آپ سے کون کون خلوص گفتگو کرتے ہیہں۔ جب آپ کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟

5۔ آ سے کون کون خلوص سے گفتگو کیئے ہیں۔ ان کی گفتگو سے آ کو کیسا محسوس ہوا؟

6۔ آپ کے تعلق سے عزت واحترام اور دوستی کا جذبہ ابھارنے کے لیے دوسروں کے ساتھ آپ کیسے رہنا پسند کرینگے؟

7۔ گھر میں باہر سب ہنستے رہیں تو مناسب رہیگا یا خاموش رہیں تو مناسب رہیگا۔ کیوں؟

8۔ مسکراتے ہوئے خوش رہنا سب پسند کرتے ہیں۔ کیوں؟

(ج) عمل کرنا۔ تجربات بیان کرنا

☆ آپ کے پڑوس میں ہمیشہ مسکراتے رہنے والے کون ہیں۔ غصہ میں رہنے والے کون ہیں؟

☆ اس ہفتے آپ سب سے مسکراتے ہوئے گفتگو کیجئے۔ اور بتائیے کہاس سے آپ کو کیا تجربہ حاصل ہوا؟

قول

5 میں کام کروں گا

I۔ اہم قدر

ذمہ داری نبھانا

II۔ ذیلی قدر

گھر کے کاموں میں حصہ لینا

III۔متوقع نتائج / مقاصد:

گھر کے کاموں میں اپنے والدین کی مدد کرنا

بچوں کو سمجھانا

IV. تمہید

ہم کئی خاندانوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔ کچھ خاندانوں میں کام کو سب مل کر تقسیم کر کے انجام دیتے ہیں اور کچھ خاندان سارے کام اکیلے انجام دیتے رہتے ہیں۔ گھر کے کن کاموں میں کون کون مدد کر سکتے ہیں بچوں کو سمجھانا چاہیے کہ وہ کس طرح اپنی طرف سے کچھ کام انجام دیتے ہوئے اپنے ماں باپ کی کر سکتے۔ بچوں میں بچپن ہی سے دوسروں کی مدد کی عادت ڈالنے سے انہیں ذمہ داریوں کو سیکھانے والے ہی نہیں بلکہ زیور اخلاق سے آراستہ کرنے والے کہلائیں گے۔

دوسروں کی مدد ایک دوسرے کے تعاون کے تعلق سے آج کے بچوں کو ایک ذمہ داری پر بتانا ضروری ہے۔
روزانہ ہم گھر میں دیکھتے ہی رہتے ہیں کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد سیک ماں کئی طرح کے کام انجام دیتی رہتی ہے۔ ماں کے کام میں کون ان کی مدد کرتے ہیں؟
آپ اپنے گھر میں کسطرح کی مدد کرتے ہیں۔
مثلا۔ ذیل کے واقعات کا مطالعہ کریں۔

7۔ واقعات

واقعہ:1

نعیم گھر میں اس کے ماں باپ، دادا، دادی، نعیم اور رانی رہتے ہیں۔ ان کے گھر کے کاموں میں ان کی دادی، ماں کی مدد کرتی ہے۔ بازار سے سودا سلف، سبزیاں ترکاریاں لانا، بل ادا کرنا بازار سے دوسرے ضرورت کے سامان لانا، نعیم کے دادا اور والد صاحب کرتے ہیں۔ قریب دوکان سے چھوٹے چھوٹے سامان وغیرہ نعیم اور اس کی بہن رانی خرید کر لایا کرتے ہیں۔ اسی طرح کھانے کیلئے دستر بچھانا، پانی رکھنا، برتن وغیرہ رکھنا اور کھانے کے بعد برتن اٹھانا دھونا، جیسے کاموں میں نعیم اور اس کی بہن رانی اپنی ماں کی مدد کرتے تھے۔ دونوں بچے بھی اپنے اپنے کام خود ہی کرلیا کرتے تھے۔ اس طرح نعیم کے گھر میں سارے کام سب مل جل کر کرلیا کرتے تھے کام کو مل جل کر بانٹ کر کرنے سے کسی کو بھی تکلیف نہیں ہوتی۔

واقعہ:2

سلیم ے گھر میں بھی نعیم کے گھر کی طرح سلیم کی ماں، باپ، دادا، دادی اور سلیم کی بہن رہتے تھے۔ لیکن سلیم کے گھر میں کوئی بھی کام کو مل جل کر بانٹ کر نہیں کرتے۔ سلیم کے دادا، دادی سارا دن ٹی۔ وی دیکھنے میں گزارتے۔ سلیم کے ماں کی کسی طرح مدد نہیں کرتے۔ سلیم کے والد ہمیشہ اپنے دفتری کام میں مصروف رہتے سلیم کی بہن اپنی ماں کے کاموں میں مدد کرنے کے بجائے اپنی کتابیں، کپڑے وغیرہ بے ترتیب پھینک دیتی سلیم کی ماں گھر کے کاموں کے علاوہ ان سب کے کام کرتے کرتے ایک لمحہ کی فرصت کے بغیر شام تک کاموں میں مصروف رہتی اور تھکان کی وجہ سے اکثر بیماری کا شکار ہوتی رہتی۔ یہ دیکھ کر گھر والے پریشان رہتے ہیں۔

VI۔ (i) سوچنا۔ردعمل ظاہر کرنا۔

1۔ اوپر کے دونوں واقعات میں آپ نے کیا فرق محسوس کیا؟
2۔ کس خاندان کے افراد اپنی ذمہ داریوں کو پورا انجام دے رہے ہیں۔کیوں؟
3۔ کیا آپ کے خاندان میں ہر کوئی ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں۔کونسے کام کون انجام دیتا ہے؟
4۔ آپ کے گھر میں آپ کونسے کام انجام دیتے ہیں؟
5۔ کیا آپ نے کبھی کسی کی کسی موقع پر مدد کی ہے؟

جانیے

انسان ایک سماجی جاندار ہے۔سماج میں زندگی گزارنے کے لیے ایک دوسرے کا تعاون اور مدد کی؟ ضرورت ہوتی ہے ہمارے گھروں میں ضعیف حضرات بھی رہتے ہیں۔ان میں سے کچھ چل پھر نہیں سکتے۔ایسے لوگوں کو سہارا دیتے ہوئے چلانا۔بیزار ہوئے بغیر ان کی خدمت کرنا یہ ان کی مدد کرنا ہی نہیں بلکہ ان کی خوشی کا باعث بھی ہوتا ہے۔اس طرح سڑک پر بھی کچھ نابینا حضرات سڑک عبور کرنا چاہتے ہیں ہم ہماری خدمات کے ذریعہ انہیں بھی سڑک عبور کرا سکتے ہیں ایسی خدمات اور مدد سے ہمارا دل بھی مطمئن ہو جاتا ہے۔

اس طرح ہر کوئی اپنے سے جتنی مدد ہو سکتی دوسروں کی مدد کر دینا چاہیے۔اس طرح کا جذبہ تعاون طلباء کو ان کے خاندانوں سے ہی حاصل ہوتا ہے۔خاندان میں دادا، دادی، ماں، باپ بچے اور دوسرے بھی ہوتے ہیں۔یہ اپنے اپنے خاندانوں میں اپنے کاموں کو انجام دیتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد اور ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں برابر شریک ہوتے ہیں۔یہ ایک اچھے خاندان کا شعار ہے۔بچے بھی بچپن ہی سے افراد خاندان کی مدد کرتے ہوئے، اپنا کام خود انجام دینے کے جذبہ کو محسوس کرتے ہیں۔جب بچوں میں اسطرح کے حسن سلوک کیک عادت پڑتی ہے تو یہی بچے سماج کی خدمت کرنے والے ہو سکتے ہیں۔سب کی مدد کرنے والے شہری تیار ہوتے ہیں۔بچوں کی ایسی تربیت کرنا والدین اور اساتذہ کی ذمہ داری ہے۔

اس طرح کے واقعات کو ہم ہماری حقیقی زندگی میں دیکھتے ہی رہتے ہیں۔اس لئے گھر کے کاموں کو بھی گھر کے تمام افراد اپنی اپنی ذمہ داری سمجھ کر انجام دیں گے تو کسی ایک پر بوجھ نہیں پڑے گا۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

☆ بچے کس طرح اپنے افراد خاندان کی مدد کرتے ہیں۔ذیل کے جدول کی مدد سے گروہی بحث کر کے اظہار خیال کرنے کو کہیں۔

نشان سلسلہ	افراد خاندان	بچوں کے ذریعہ کی گئی مدد
1		
2		
3		
4		
5		
6		

☆ ذیل کے کے کن کاموں میں آپ مدد کر رہے ہیں۔مدد کر رہے ہیں تو ''ہاں'' نہیں کر رہے ہیں تو ''نا'' ایمانداری سے بولیے۔

1. پکوان میں ماں کی مدد کرتے ہیں۔
2. برتن دھونے میں مدد کرتے ہیں۔
3. کپڑے دھونے میں مدد کرتے ہیں۔
4. گھر کی صفائی میں مدد کرتے ہیں۔
5. چیزی ں خرید لانے میں مدد کرتے ہیں۔
6. دادا، دادی کلی خدمت کرتے ہیں۔
7. رات میں بستر ڈالتے اور اٹھاتے ہیں۔
8. پودے اگاتے ہیں اور پانی دیتے ہیں۔
9. گھر کے سامان کو ترتیب سے رکھتے ہیں۔
10. اپنے کام خود کر لیتے ہیں۔

(ج) عمل کرنا-تجربات بیان کرنا

☆ اس ہفتے آپ اپنے گھر والوں کے چھوٹے ہوئے کاموں میں مدد کیجئے۔اور بتائیے کہ کس کی کیا مدد کرے ہیں اور بتائیے کہ آپ کو کیسا محسوس ہوا۔اس طرح ہر ایک کی مدد کرتے رہیے۔

نیک بیٹا

منی پورگاؤں میں کنکما نامی ایک دھوبن رہتی تھی۔اس کا ایک بیٹا بھوشنم تھا۔اس کے پاس سوائے ایک سونے کی انگوٹھی کے کچھ بھی نہ تھا۔بھوشنم ابھی تین سال کا ہی تھا کہ اس کے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا کنکما عقلمند تھی اپنے بیٹے کی اچھی پرورش کرکی۔ایک دن کپڑے دھوتے وقت اس کے ہاتھ کی انگوٹھی تالاب میں گرگئی بہت پریشان ہوئی۔بھوشنم کو اس کا پتہ چلا۔اس نے ماں سے کہا! پریشان مت ہو میں اسکول سے واپس آنے کے بعد جال سے مچھلیاں پکڑکر انہیں بیچ کر ان پیسوں سے تمہیں انگوٹھی بناؤں گا۔بیٹے کے پیار سے ماں بہت خوش ہوئی اور کہا! بیٹا پہلے تو پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بن۔

بھوشنم ماں کی بات پر تعلیم حاصل کرتے ہوئے خالی اوقات میں مچھلیاں پکڑ کر بیچتا اور پیسے جمع کرتا ایک دن بہت ساری مچھلیاں ہاتھ آئیں۔ساری مچھلیوں کو فروخت کردیا۔ایک مچھلی کو گھر لایا۔ماں کا غلہ پیسوں سے بھر گیا۔ماں سے کہا! ان پیسوں سے شہر جاکر تیرے لیے انگوٹھی خریدوں گا۔اور اس مچھلی کو آج پکالیں گے۔ماں نے ٹھیک ہے کہتے ہوئے مچھلی کو درانتی سے کاٹی۔اس میں سے ٹن کی آواز آئی۔دیکھنے پر انگوٹھی نظر آئی۔وہ اس کی کھوئی ہوئی انگوٹھی تھی۔ماں نے خوشی سے کہا میارے پیارے بیٹے! تو تعلیم کے ساتھ ساتھ پیسہ بھی کمارہا ہے۔تو اچھے اخلاق کا پہاڑ ہے۔تیرے ویسے بیٹے کی ماں ہونے پر مجھے فخر ہے اور دعائیں دینے لگی۔ماں باپ کی تکالیف کو دور کرنے والا ایسا ایک بیٹا کافی ہے۔تو سمجھو ایسے ماں باپ کی قسمت کا ستارہ چمک گیا۔

قول

6 پانی کی قدر

I۔ اہم قدر	بچت
II۔ ذیلی قدر	پانی کو احتیاط سے برتنا
III۔ متوقع نتائج / مقاصد:	پانی کو احتیاط سے برتنا جانیں گے پانی کی فصول خرچی پر قابو پائیں گے

IV. تمہید

ہم کون سی چیز کو کیسے استعمال کریں؟ اور کس حد تک استعمال کریں اس کا فہم ہونا چاہیے۔ کوئی بھی چیز کو غیر ضروری استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ ضائع نہیں کریں۔ ہم کسی چیز کو ضائع کر رہے ہیں کا مطلب دوسروں کا بھی کام نہ آنے کے قابل بنا دے رہے ہیں۔ یوں سمجھیے کہ ہم ہمارا ہی نہیں بلکہ دوسروں کا ملک کا بھی نقصان کر رہے ہیں۔ مختلف چیزیں مختلف صورتوں میں ضائع ہو رہی ہیں۔

ہر جاندار کا پانی پر انحصار ہے۔ اگر نہ تو کسی بھی جاندار کا وجود ناممکن ہے۔ ایسا قیمتی پانی ہمیں کائنات میں مفت و آسانی سے دستیاب ہو رہا ہے۔ تصور کیجئے اگر ایک دن پانی نہ ملا تو انسان کا زندہ رہنا دشوار ہو جاتا ہے۔ سوچ کر ڈر ہوتا ہے۔ انسانوں کی آبادی میں چوں چوں اضافہ ہو رہا ہے ویسے ہی پانی کے استعمال میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن ہماری ضرورتوں کے مطابق آبی وسائل میں اضافہ نہیں ہو رہا ہے۔ اسلئے حاصل ہونے والے پانی کو احتیاط سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم پانی کو احتیاط سے استعمال کریں گے تو نہ صرف ہم بلکہ ہماری آنے والی نسلوں کو بھی پانی نصیب ہوگا۔ ورنہ مستقبل میں پانی کے لیے تڑپنے کی صورت حال پیدا کر سکتی ہے۔

7۔ واقعات

واقعہ:1

حسینی پورہ پرائمری اسکول میں دوپہر کھانے کے لیے تماطلباء کمرہ جماعت سے اہرتشریف لائے۔کھانا کھانے سے ھہلے اپنے اپنے برتن اور ہاتھ دھور ہے تھے۔کچھ بچے ہاتھ دھونے کیلئے تھوڑا پانی خرچ کرر ہے تھےتو کچھ بچے لوٹوں سے پانی پھینک رہے تھے۔کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھونے لیسے کچھ بچے بہت زیادہ پانی استعمال کرر ہے تھے۔اسی دوران علطی سے ہاتھ دھوتے وقت ایک بچہ کا پانی دوسرے بچہ پر جا گرا، وہ ارے وہ! میرے اوپر پانی ڈالتا کہتے ہوئے ہاتھ میں کے لوٹے کا پانی اس بچے پرڈال دیا۔اس طرح یہ بچوں کیلئے کھیل بن گیا تھا۔بچے اک دوسرے پر پانی ڈال لے رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں پر ہاتھ دھونے کیلئے رکھا ہوا سارا پانی ختم ہوگیا۔بعد میں آنے والوں کو برتن دھونے تو دور کی بات ہے ہاتھ دھونے کیلئے بھی پانی نصیب نہ ہوا۔

واقعہ:2

سعید سنگ میں کھڑے رہ کر دانت مانج رہاہے۔نل کھلا رکھ کر منہ میں برش رکھ کر آئینہ دیکھتا ہوا برش کرر ہا تھا۔سعید کے برش کرنے تک پانی فول بہہ رہا تھا۔اس طرح سعید دس منٹ تک دانت مانجتے رہا۔

واقعہ:3

حفیظہ کی ماں کھانے کے برتن سنک میں ڈالی۔نل کھلا رکھ کر برتن مانجنا شروع کی پھر ایک کے بعد ایک برتن نکالیتی دھوتی جاتی۔اس طرح ایک ایک برتن دھونے تک نل کا پانی ضائع ہوتا تھا۔اس طرح بیس منٹ تک برتن دھوتی رہی۔

واقعہ:4

محلّہ میں سرکاری نل تھا۔پانی کیلئے محلے والوں کا انحصار اس نل پر ہی تھا۔سب وہاں سے پانی لے جاتے۔وہ نل بند بھی کردیں تو پانی ٹپکتا رہتا۔کوئی بھی اس نل کو سدھار کی نہیں سوچتا، سارا دن پانی ویسے ہی ٹپکتا رہتا۔پانی کی وجہ سے نل کے اطراف کیچڑ تیار ہوگیا۔اسی رح ایک دوسرے محلے میں نل کے پائپ کوٹوٹی ہی نہیں تھی۔نل شروع ہوتے ہی وہاں کوئی موجود ہیں تو بھر لیتے ورنہ پانی کا نالہ محلے کے اطراف دوڑتا۔سب دیکھتے رہتے لیکن کوئی فکر نہیں کرتے تھے۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1۔ کن ضرورتوں کے لیے پانی ہونا چاہیے۔تصور کیجئے اگر پانی نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟

2۔ جو پر کے واقعات سے آپ کو کیا سبق حاصل ہوا؟

3۔ ہمارے لیے پانی کیوں ضروری ہے؟

4۔ پانی کے ضائع کرنے سے کیا ہوسکتا ہے؟

5۔ اگر پانی نہ ہوتو ہماری حالت کیا ہوتی۔تصور؟

6۔ پانی کن موقعوں پر ضائع کیا جاتا ہے۔ آپ جو جانتے ہیں۔ بتائیے؟

جانیے

تمام جانداروں کا انحصار پانی پر ہے۔ہمیں کائنات میں پانی مفت اور آسانی سے مل رہا ہے پانی کی اہمیت اور قدر نہ جانتے ہوئے کئی مقامات پر پانی کو ضائع کرنے وجہ سے پانی خریدنے کی نوبت آ گئی ہے۔ پانی کا دارو مدار بارش پر ہے بارش کی وجہ سے تالابوں اور ندیوں میں پانی بھرتا ہے۔اور زیر زمین ذخیرہ آب میں اضافہ ہوتا ہے۔اچھی بارش کے لیے درخت اگانا چاہیے۔ بارش کے پانی کو بھی ذخیرہ کر کے محفوظ کر لینا چاہیے۔ چیک ڈیام کی تعمیر گھڑوں میں پانی جدب کرنے کے گھڑھے بناتے ہوئے حکومت بارش کے پانی کے تحفظ کے اقدامات کر رہی ہے۔پانی کو غیر ضروری استعمال کرنے کی وجہ سے بعض محلوں کو پانی ک ملتا ہے اس لئے ہم آج سے پانی کو احتیاط سے برتتے ہوئے ہمارے آبی ذخائر کی حفاظت کریں گے۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

- విద్యార్థులను జట్లుగా చేసి మనం ఏఏ సందర్భాలలో నీటిని వృథాచేస్తామో చర్చించి చెప్పండి.

(ج) عمل کرنا۔تجربات بیان کرنا

☆ ہم آپ سی بحث سے جان چکے ہیں کہ پانی کو کن موقعوں پر ضائع کیا جاتا ہے۔آپ نے کس طرح پانی کے استعمال پر قابو پایا ہے۔اور کس طرح عمل کیا ہے۔آئندہ پریڈ میں بتائیے۔

ایسا کیجیے

1. نل کے پاس دانت مانجتے وقت،منہ دھوتے وقت،ضرورت کے مطابق پانی استعمال کریں اور فورا بند کردیں۔
2. نہانے کیلئے جتنے پانی کی ضرورت ہو اتنا ہی لیجیے۔بکیٹوں سے ضائع مت کیجیے۔
3. غسل خانے کے پانی کو پودوں کو دیجیے۔
4. میٹھے پانی کے نل سے ضائع ہونے والے پانی کو بھی پودوں کو دیجیے۔
5. اگر نل سے پانی ٹپک رہا ہے تو فورا سدھاریئے۔بڑوں سے اس کا ذکر کیجیے۔

قول

7 انفرادی صفائی

I۔ اہم قدر	صحت کی قدر
II۔ ذیلی قدر	انفرادی صفائی ۔نہانا
III۔متوقع نتائج / مقاصد:	بچوں میں جسمانی صفائی کا فہم پیدا کرانا

IV. تمہید

فضاء(ماحول) میں موجود گرد وغبار ہمارے اجسام پر پڑتا ہے اورر پسینہ کی وجہ سے جس پر چپک جاتا ہے.جس کی وجہ سے ہمارے کپڑے بھی میلے ہوجاتے ہیں۔نہا کر صاف ستھرے کھڑے نہیں بدلیں گے تو خارش، کھجلی جیسی جلد بیماریاں سردی، کھانسی بخار جیسے غیر صحت مند علامتیں ہمارے اندر دکھائی دیں گے۔خورد بینی اجسام ہمارے جسموں داخل ہوکر کئی امراض پیدا کرتے ہیں۔ایسی بیماریوں سے حفاظ کے لیے انفرادی صفائی بہت ضروری ہے۔

7۔ واقعات

واقعہ: 1

وہ اسکول کی گھنٹی بجی ۔ سب اسکول کو آرہے ہیں ۔ ایک بچہ بکھرے ہوئے بالوں، سارا جسم گرد سے اٹا ہوا ناک بہتے ہوئے سڑک پر فروخت ہونے والے اشیاء خرید کر کھاتے ہوئے اس پر مکھیاں بھنبھناتی ہوئی مدرسہ میں داخل ہوتا ہے ٹیچر اس بچہ کو دیکھ کر پوچھتی ہے! کیا آپ نے پانی نہایا؟ بچہ نے نا کہا! اس وقت ٹیچر نے سب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا، صرف کمرہ جماعت اور اسکول کے صاف رہنا ہی کافی نہیں ہے ۔ہمیں بھی صاف ستھرا رہنا چاہیے۔ ورنہ ہم کئی امراض کا شکار ہوسکتے ہیں ۔ بیماری ایک طالب علم سے دوسرے طالب ءعلم کو لگ سکتی ہے ۔ اسلئے روزانہ صابن سے رگڑ کر نہا کر صاف ستھرے کپڑے پہن لیں ۔ اس طرح جسم کے ہر عضو کو صاف ستھرا رکھنا چاہیے ۔ بالوں میں تیل لگا کر کنگھی کر لینا چاہیے ۔ ناخن کو بھی تراشتے رہنا چاہیے ورنہ ناخنوں کے نیچے مٹی اور جراثیم پیدا ہو کر ہمارے اجسام میں داخل ہوتے ہیں ۔ اس لیے ناخن تراشنا چاہیے ۔ چہرے پر مکھیاں نہ بھنبھنائے اس کے لیے ناک صاف کرتے رہنا چاہیے۔ نہاتے وقت کانوں کو اچھی طرح صاف کرنا چاہیے۔ اس کے لیے کانوں میں پانی ڈالنے کانوں میں فنگس (پھپوند) پیدا ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح کانوں کے پچھلے حصوں کو بھی صاف رکھنے سے کھجانے سے محفوظ رہ سکتے ہیں ۔ اسی طرح ضرورت کے لیے بیت الخلاء میں جاتے وقت چپلوں کا استعمال کرنا چاہیے۔ فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو صابن سے صاف دھو لینا چاہیے ۔ اس کی وجہ سے نقصان پہچانے والے جراثیم ہمارے جسم میں داخل نہیں ہوسکتے اب دیکھئے! اس بچہ کا اس طرح گندہ رہنا کتنا نقصان کا باعث ہوسکتا ہے آ سمجھ سکتے ہیں ۔

ٹیچر کیا اس طرح کہنے پر وہ بچہ کہتا ہے ٹیچر! میں ابھی گھر جا کر نہا کر صاف ستھرے کپڑے بدل کر آ ؤنگا ۔ اور پھر گھر جا کر تیار ہو کر آیا۔ ٹیچر نے بہت سراہا۔ ساتھی طلباء بھی زوردار تالیوں کی گونج میں بچہ کی تعریف کی ۔

VI ۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1. آپ میں کون کون روزآنہ نہاتے ہیں؟
2. پانی نہائے اور نہ نہانے سے آپ کیسا محسوس کرتے ہیں؟
3. جسم کو کیوں صاف ستھرا رکھ لینا چاہیے؟
4. ہمارا جسم گندہ رہنے کی وجہ سے دوسروں کو کیا نقصان ہوسکتا ہے؟
5. کیا انفرادی صفائی سے متعددی بیماریوں پر قابو پایا جاسکتا ہے؟
6. بعض بچے صاف ستھرے نہیں رہے کی وجہ سے کیا ہوسکتی ہے؟
7. صفائی سے رہنے سے ہونے والے فائدے کیا ہیں بتایئے؟

جانیے

صحت مند رہنے کیلئے انفرادی صفائی بہت ضروری ہے۔انفرادی صفائی نہ ہونے پر متعددی امراض لاحق ہوتے ہیں۔سو میں سے 80% فیصد بیماریاں انفرادی صفائی نہ ہونے کی وہ سے لاحق ہونے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔آنکھ، ناک، کان، منہ ناخن، بال، ہاتھ، پاؤں، پنجے، دانت وغیرہ بھی صاف ستھرے رکھ لیں۔اکثر بچے ان کی صفائی میں بداحتیاطی کرنے کی وجہ سے کئی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں ہماری صحت ہمارے ہاتھوں میں ہی ہے۔**تندرستی ہزار نعمت ہے۔**

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

☆ بچوں کو گروپوں میں تقسیم کر کے، نہانے کے دوران ذیل کی باتوں پر عمل آوری ہو رہی ہے یا نہیں بنانے کے لیے کہنا۔

1. پانی میں خود ہی نہاتا ہوں اور روزآنہ نہاتا ہوں۔
2. نہانے کے دوران جسم کے ہر عضو کو رگڑتے ہوئے پانی بہاتا ہوں۔
3. صابن سے رگڑتے وقت سارے جسم کو رگڑ کر صاف کرتا ہوں۔
4. صابن کے جانے تک پانی سے دھوتا رہتا ہوں۔
5. جلدی جلدی پانی نہاتا ہوں۔
6. نہانے کے دوران ہی، پیر کان، ناک صاف کر لیتا ہوں۔
7. نہانے کے بعد سوکھی تو ال سے صاف کر لیتا ہوں۔
8. دھو کر سوکھائے ہوئے کپڑے پہنتا ہوں۔
9. نمی والے کپڑے، پہنتا ہوں۔۔
10. گھر سے باہر جا کر آ۔ے کے بعد ہاتھ اور پیر اچھی طرح سے صاف کر لیتا ہوں۔

(ج) عمل کرنا۔تجربات بیان کرنا

☆ روزآنہ نہا کرء، بالوں میں کنگا کر کے، دھولے ہوئے کپڑے بدلیں۔اور بتایئے کہ ایک ہفتے کے بعد آپ کو کیسا لگا۔آ کو دیکھتے ہی دوسرے بچے، اساتذہ اور بڑوں نے کیا کہا؟

قول

8 بڑوں کا احترام کریں گے

I۔ اہم قدر	تہذیب وتمدن
II۔ ذیلی قدر	بڑوں کا احترام کرنا
III۔متوقع نتائج / مقاصد:	بچو بڑوں سے محبت ،خلوص ، کا برتاؤ ، بڑوں کے ساتھ عزت واحترام کا برتاؤ کرتے ہوئے ہمدردی پیش آئیں۔

IV. تمہید

عزت وہ احترام کا ددرس تو گھر سے ہی شروع ہوتا ہے۔عمر کا لحاظ کئے بغیر ہر چھوٹے بڑے کو عزت دینے سے ہماری بھی عزت بڑھ جاتی ہے۔ بڑوں کا احترام کا مطلب صرف سلام کرنا ہی نہیں ہے بلکہ ان کا احترام کرتے ہوئی ان کا کہنا بھی ماننا چاہیے ان کی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کو انکار کیے بغیر پورا کرنا۔ گفتگو ایسی ہو کہ سامنے والے کی دل شکنی نہ ہو۔محبت اور خلوص سے پیش آنا چاہیے۔

بچو! سنئے، آ ہی کی طرح جماعت سوم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

7۔ واقعات

واقعہ:1

زینت اپنی سہیلی سمیرا کو اپنے دادا، دادی سے ملاقات کیلئے مکان لے کر گئی زینت کی دادی ماں نے دروازہ کھول کر مسکراتے ہوئے انہیں گلے سے لگالیا۔ وہ انہیں اچھے ''سموسے'' کھانے کے لیے دیئے۔ بچے خوشی سے ان کا شکریہ ادا کرے۔ زینت دادا کے ساتھ بازار گئی ء۔ راستہ میں زینت نے دادا جان کو کس قسم کی تکلیف ہونے نہیں دی راستے کے گڑھوں سے بچاتے ہوئے انکے ساتھ آہستہ آہستہ چلتی رہی۔ گھر واپس لوٹتے وقت ان کے ہاتھ سے تھیلی لے کر ان کے ہاتھ میں لکڑی تھمادی زینت اپنے دادا، دادی کا کام پور کر کے سمیرا کے ساتھ کھیلنے پارک کو گئی۔

سمیرا نے زینت سے پوچھا کیا تمہارے دادا، دادی کی دیکھ بھال سے تمہیں بیزارگی نہیں آتی ؟ زینت نے جوان دیا کہ نہیں کبھی نہیں۔ ان کے ساتھ رہنا مجھے پسند ہے۔

میری دادی ماں بہت مزدار پکوان کرتے ہیں۔ میرے گھر پہنچنے تک میری راہ دیکھتے رہتے ہیں۔ صرا تنا ہی نہیں بلکہ میری گڑیوں کے لیے کپڑے بھی سینے میں میری دادی ماں میری مدد کرتی ہیں۔ میرے دادا جان میرے اسکول کے پڑھنے میں میری مدد کرتے ہیں اچھی اچھی کہانیاں بولتے ہیں۔ میرے لیے ضروری مشورے دیتے ہوئے میری مدد کرتے ہیں وہ اپنی زندگی کا کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ بعض وقت وہ باتوں کو اور کاموں کو بار بار دہراتے رہتے ہیں۔ پھر بھی میں کبھی بیزار نہیں ہوتی۔ ہمارے ابا جان کہتے ہیں کہ انکا بار بار کہنا ہمارے لیے ہی بہتر ہے۔ کچھ بھی ہو جاؤ ان کا ہمارے گھر میں رہنا مجھے بہت پسند ہے۔ کہتے ہوئے زینت نے ان سے محبت خلوص، عزت واحترا کا اظہار کیا۔ سمیرا بھی اپنے دادا، دادی کے بارے میں کئی باتیں بتائی۔ اور وہ ان کے ساتھ کیئے گئے غلط برتاؤ کو یاد کیا اور دل سے ارادہ کر لی کہ آئندہ وہ ایسا نہیں کرے گی۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1. بڑوں کی عزت واحترا سے آپ کو کیا سمجھ میں آیا۔ بتایئے؟
2. اس واقعہ میں زینت نے اپنے دادا، دادی کے ساتھ بہت ہی عزت واحترام کے ساتھ پیش آئی۔ کیا آپ نے کبھی اپنے گھر والوں سے احترام کے ساتھ پیش آیا۔ ایسا واقعہ ہو تو بتایئے
3. آپ نے اس واقعہ میں پڑھا ہے کہ سمیرا اپنے بزرگوں کے ساتھ کی گئی بدسلوکی کو یاد کیا ہے کیا آپ نے کبھی کسی کے ساتھ بدسلوکی کی ہے تو ایسا واقعہ بتایئے۔ کیا ایسا کرنا مناسب ہے یا نہیں۔

جانیے

بچوں آپ نے سنا کہ زینت نے کس طرح سے اپنے خاندان کے ساتھ پیش آئی۔ پھر سب ہی بچے اپنے بڑوں کے ساتھ محبت خلوص اور عزت واحترام سے پیش آنا چاہیے۔ بیزار ہوئے بغیر بزرگوں کا کہنا ماننا انکی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کو پورا کرنا۔ ہماری گفتگو سے سامنے والوں کی دل شکنی نہ ہو اس بات کا خیال رکھتے ہوئے زندگی گزارنا چاہیے۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

1. بچو! دو دو کے گروہ میں تقسیم ہو کے ذیل کے واقعات میں سے دو کرداروں کو دونوں مل کر ایک ایک حصہ کی ادا کری کیجئے۔اس کے بعد بچوں کو اپنا رول کیسا لگا پوچھئے۔
   - ایک بچہ ایک ضعیف عورت کو لیکر آگے بڑھتا ہے۔
   - ماں جب بڑوں سے بات کرتی ہے تو بچہ مداخلت کرتا ہے۔
   - والد کے واپس آجاؤ بولنے کے باوجود بچہ تھیلی پھینک کر بڑبڑاتے ہوئے بھاگ جاتا ہے۔
   - بڑوں کے دکھائی دینے پر اساتذہ دکھائی دینے پر ادب سے سلام بجالاتا ہے۔
2. ان میں سے آپ کونسا غلط سمجھتے ہیں؟ اگر وہ غلط ہے تو اس کے بدلے آپ کیا کرینگے۔بتایئے؟
   - آپ کے دادا نے آپ کو ایک کام کرنے کو کہہ رہے۔آپ بغیر سنے کھیل کی جلدی میں باہر چلے گئے۔
   - آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں اور آپ کے ٹیچر ادھر سے گزر رہے ہیں۔اور آپ ان کو دیکھ کر بھی نہ دیکھے جیسا اپنے چہرے کا رخ پلٹا لیا۔
   - آپ کے دوست نے کہا مجھے کرکٹ کا کھیل بالکل ہی نہیں سمجھ میں آتا۔اس کو بے وقوف کہتے ہوئے سب کے سامنے شرمندہ کرنا۔

(ج) عمل کرنا-تجربات بیان کرنا

- بچو کیا! ذیل میں بتائے گئے طریقہ پر عمل کرنے سے آپ مہذب کہلائیں گے۔کیا یہ مناسب طریقہ ہے کیوں؟ بتایئے کس طرح سے مہذب رہ سکتے ہیں۔
   - آپ قطار میں کھڑے وقت دوسروں کو ڈھکیلنا۔
   - ٹیچر پڑھاتے وقت سنے بغیر دوسروں سے بات کرنا
   - بغیر اجازت دوسروں کی پنسل استعمال کرنا۔
   - بڑوں کو نظروں سے گراتے ہوئے بات کرنا
   - ماں کے بلانے پر سنے بغیر باہر چلے جانا۔

کیا آپ کے دادا، دادی آپ کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔اگ رہتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ بہتر رویہ اور اچھے سلوک سے پیش آرہے ہیں۔کون کونسے موقعوں پر آپ ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیے ہیں اپنے ہم جماعتوں سے کیے۔آپ کے اچھے برتاؤ سے آپ کو کیسا محسوس ہوا؟ اپنے تجربات بتایئے۔

ایسا کیجیے

بڑوں کی عزت کرنا مطلب

- انہیں خلوص سے مخاطب کریں۔
- ان کے کاموں میں ان کی مدد کیجئے۔
- بزرگوں کو پانی وغیرہ قریب جا کر دینا
- انہیں رشتہ لگا کر بلائیں
- ان کے ذقریب بیٹھ کر گفتگو کریں۔
- ان کے ئذریعہ بتائی گئی اچھی باتو کوسننا چاہیے۔
- ان سے پوچھ کران کی ضروریات کو دریافت کریں اوران کی تکمیل کی کوشش کرنا۔
- ریل اور بسوں میں دوران سفر انہیں بیٹھنے کی جگہ دینا۔
- بڑوں کی آمد پراٹھ کرعزت واحترام سے انہیں خوش آمدید کہنا۔

حسب ذیل نکات میں سے آپ کن کن پر عمل کررہے ہیں۔اوردوسروں کا رویہ کیسا ہے بتائیے۔

نصیحت

محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ

سن لو میری نصیحت ہے   جس میں سراسر حکمت ہے
عزت غیروں کی کرنا   اس میں تمہاری عزت ہے
کرو بزرگوں کی تعظیم   اس میں تمہاری عظمت ہے
صبر کرو گر مشکل میں   آخر فتح و نصرت ہے
وقت کو تم ضائع نہ کرو   وقت بہت لاقیمت ہے
پھل کاموں کا ملتا ہے   جس کی جیسی نیت ہے
قدیر وقادر ہے اللہ
اس کا بندہ حسرتؔ ہے

قول

9 کوڑا دان استعمال کریں گے

I۔ اہم قدر	ماحول کی حفاظت
II۔ ذیلی قدر	کوڑا دان، اور کچرے کی کنڈیوں کی اہمیت سے واقفیت، استعمال
III۔ متوقع نتائج / مقاصد:	☆ بچوں کو کمرہ جماعت، سڑکوں پر، کوڑا دان کا استعمال اور اسکی اہمیت سے واقفیت۔ ماحول کی صفائی ☆ مختلف موقعوں پر کوڑا دان کے استعمال کے فائد یا ور استعمال نہ کرنے سے درپیش مسائل سے واقفیت

IV. تمہید

بچو! اگر ہم ہمارے ماحول کو صاف ستھرا نہیں رکھیں گے تو ہمارا سارا ماحول کچر کی کنڈی کی طرح تیار ہوگا۔ ہمارے گھر کا کچرا سڑکوں پر ادھر ادھر ڈالنے کے بجائے مقرر کردہ کچرے کی کنڈی میں ڈالنے سے ہم اپنے آپ کو کئی بیماریوں کا شکار ہونے سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ گھر میں اہر کمرہ جماعت میں ان کچرے کی کنڈیوں کا استعمال عادت بنالینا چاہیے۔ کچرے کی کنڈی کیا ستعمال فائدے اور نہ استعمال کرنے پر ہونے والے نقصانات کو بتانے والے اس واقعہ کو سنیے۔

7۔ واقعات

واقعہ:1

یاسمین اور مصباح دونوں اچھے دوست ہیں۔ مصباح اپنے گھر اوراس کے ماحول کو صاف ستھرا رکھتی ہے۔گھر میں اور باہر وہ کچرے کی کنڈی استعمال کرنے کی عادی ہوگئی۔اسلیئے اس کا سارا خاندان صحت مند رہتا تھا۔

لیکن یاسمین صبح اٹھتے ہی کاموں سے مصروف تیز تیز گھر جھاڑ کر سارا کچرا گھر کے سامنے والی موری کے بازو ڈال دینے کی عادی ہوگئی۔ اس کیوجہ سے بچے قئے، دست اور بخار سے متاثر ہوتے رہتے بچوں کو بخار آنے پر وہ پیسے فضول خرچ کرنا اس کے لیے ایک مسئلہ بن گیا ایک مرتبہ بچے کو بخار آنے پر وہ ڈاکٹر کے پاس گئی تو ڈاکٹر نے کہا ملیریا ہوگیا۔اور ڈاکٹر نے کہا گھر کے اطراف ماحول گندہ اور موری کا پانی روکا ہوا رہنے پر اس میں مچھر افزائش پاتے ہیں اور وہی مچھر ملیریا کی بخار کے ضامن ہوتے ہیں۔گھر کے سارے افراد بخار سے متاثر ہونے کی وجہ سے گھر میں کھانے پینے کیلیئے بھی مشکل پیش اارہی ہے اپنی سہیلی مصباح کو بتاتے ہوئے پریشان ہونے لگی۔

مصباح تھوڑا پڑھی لکھی اور عقلمند اور دنیاداری سے واقفیت رکھتی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ یاسمین کے مصیبتوں اور پریشانیوں کا اصل راز(وجہ)اس کے گھر کا غیر صاف ستھرا ماحول ہے۔

اور کہا دیکھو یاسمین! ہمیں چاہے کتنی ہی مصروفیت کیوں نہ ہو۔ ہمارے گھر اور ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کیلیئے کوڑادان رکچرے کی کنڈیوں ضروراستعمال کرنا چاہیے آپ اپنے گھر کے سارے کچرے کا ڈھیر گھر کے سامنے لگا رہے ہیں۔جس کی وجہ سے وہاں آپ اپنے گیر مچھر مکھیاں اپنی نسل کی افزائش کررہے ہیں اور وہ وہاں آرام سے گزار رہے ہس ی گھر کے ماحول میں ان کی کثرت کی وجہ سے یہ آپ کے افرادخاندان پرحملہ کررہے ہیں اور بیماریوں کے پیدا کرنے کے باعث بنتے ہیں۔ڈاکٹروں اور سرکاری عہدیداروں کے بار بار نصیحت کرنیپر ان کو نہ سنتے ہوئے گندگی اور کچرے کو جمع کرکے بیماریوں کا شکار ہورہے ہیں۔

یاسمین کہتی ہے ایسا ہی ہونگا، میں اتنی چھوٹی بات سمجھ نہ سکی، دیکھئے! ابھی ٹھہرو سب صاف کردیتی ہو کہتے ہوء یاسمین سارا گھر صاف کرکے کچرے کی کنڈی کے استعمال کی عادت ڈال لی۔پھر کبھی بیماریوں کا شکار ہوکر ڈاکٹروں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کچرے کو کوڑادان میں جمع کرکے کچرے کی کنڈی میں ڈالنے کے عادی ہوگئے۔

واقعہ:2

اسکا نام بشیر تھا۔گاؤں جانے کیلیئے اسٹیشن کو آیا ٹکٹ خرید کر ریل میں سوار ہوا۔اس کو زوروں کی بھوک لگی۔اتنے میں ہی ادھر ایک موز کی بنی آئی بشیر موز خریدا۔ایک ایک موز کا چھلکا نکال کر آہستے آہستہ کھانے لگا۔سارے موز کے چھلکے کھڑکی سے باہر پلاٹ فارم پر پھینکا۔

پلاٹ فارم پر تھوڑی ہی دیر میں ''دھام'' کی آواز آئی پھر چیخ وپکار اس شور وپکار سن کر بشیر نے کھڑکی سے باہر دیکھ۔کوئی مسافر بیچارہ اپنا سامان اٹھا کر لاتے ہوئے موز کے چھلکے پر پیر پڑ گیا۔پیر پھسل کر ایک دم گر پڑا۔لوگ اسے اٹھا کر یٹائے۔

بیچارے کے گھٹنے اور کہنیاں رگڑے جا کر زخمی ہو گئے۔ پیر کے موچ کھانے سے شائد وہ ٹھیک ڈھنگ سے کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا۔ جب بشیر کو اس کے پھینکے گئے کیلے کے چھلکے یاد آئے۔ وہ سوچا شاید ان چھلکوں پر پیر پڑنے سے پھسل کر گرا ہوگا۔ دیکھے! بچو شیر کی نادانی سے مسافر کو کتنا نقصان ہوا؟

بشیر اگر ویسے کیلے کے چھلکے لاپرواہی سے بیچ راستے میں نہ پھینکتا ہوتا۔۔۔۔۔۔تھوڑا صبر کر کے کیلے کے چھلکوں کو کچرے کی کنڈی میں ڈالتا ہوتا تو کیا یہ حادثہ پیش آتا ہوتا؟ کیا وہ بیچارہ مسافر اس طرح گرا ہوتا؟ سوچیے

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1. یاسمین کے افراد خاندان ہمیشہ بیماریوں کے شکار ہونے کی وجہ کیا ہے؟
2. ماحول کو صاف ستھر رکھنے کیلئے کچرے کی کنڈیوں کا استعمال نہ کریں تو کیا نقصان ہوسکتا ہے بتایئے؟
3. کچرے کی کنڈیوں کو استعمال کرنے کے فائدے بتایئے۔
4. پھلوں کے چھلکے بسکٹ کی پاکٹ کے کورس وغیرہ کو ادھر اُدھر پھینک دینے سے کیا ہوسکتا ہے؟ بتایئے۔
5. ہمارے استعمال شدہ چھلکے پلاسٹک کے برتن، تھیلیاں وغیرہ کو کہاں پھینکنا چاہیے؟
6 بتایئے کہ اگر کچرے کی کنڈیاں نہ ہوتی تو ماحول کی کیا حالت ہوتی تھی؟
7. کوڑادان کہاں رکھنا چاہیے۔

جانیے

ہمارے گھروں میں دوکانوں میں کا کچرا سڑک پھر پھینک دیں گے تو وہ ہوا سے اڑ کر واپس ہمارے گھروں میں ہی داخل ہوتا ہے۔ کچرا سڑک پر پھینک دینے کی وجہ سے وہ پانی میں بھیگ کر دھوپ میں سوکھ کر مچھروں اور دوسرے حشرات کی افزائش کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس کی وجہ سے کئی بیماریاں لاحق ہوسکتی ہیں۔ اس لئے گھر، اسکول وغیرہ جیسے مقامات کا کچرا، کچرے کی کنڈیوں کمیں ہی ڈالنا چاہیے۔ اس کی وجہ سے ماحول صاف ستھرا رہتا ہے۔ موریاں نہیں بھرتیں۔ بیمار نہیں ہوتے۔ ضرور کچرے کو کنڈیوں میں ہی ڈالنا چاہیے۔ دوسروں کو بھی کچرے کی کنڈیوں ک استعمال کی عادت ڈالیں۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔ گروہی کام

1. بچوں! دونوں واقعات کے ظاہر کرنے والا مؤثر ڈرامہ کیجئے۔
2. ذیل کے اشاروں کو پڑھتے ہوئے مؤثر انداز میں اداکاری کیجئے۔

الف: دو بچے کمرے جماعت کو جھاڑ کر کچرے کو کونڈی میں ڈالتے ہوئے اداکاری کیجئے

ب: ماحول کی صفائی کے لیے کچرے کی کنڈی کا استعمال ظاہر کرتے ہوئے اداکاری کیجئے۔

3. آپ کے علاقے میں کچرا کہاں ڈالا جاتا ہے؟

(ج) عمل کرنا۔ تجربات بیان کرنا

☆ روزآنہ آپ اپنے گھر اور اسکول کے کچرے کو کچرے کی کنڈی میں ڈالیے۔ اور بتائیے کہ ایک ہفتہ کے بعد آپ کا ماحول کیسا ہے اور کیا محسوس ہوا۔

ایسا کیجیے

- کوڑادان خریدنے کی ضرورت نہیں ایک اٹے کے ڈبے کو کوڑادان کی طرح استعمال کیجئے۔
- آپ کے گھر میں ایک اور باورچی خانہ میں ایک کوڑادان رکھیے۔ گھر کے کچرے کو کوڑادان میں ڈالیے۔
- روزآنہ کوڑادان میں کا کچرا کچرے کی کنڈی میں ڈال کر آئیے۔
- اسکول میں ہر جماعت کے لیے ایک کوڑادان تیار کیجئے۔
- گیلا کچرا اور سوکھا کچرا الگ کر کے کوڑادان تیار کیجیے۔
- گیلا کچرا کھاد کی تیاری میں کام آسکتا ہے۔
- صرف آپ ہی نہیں بلکہ پڑوس میں سب ہی کوڑادان کا استعمال کریں ایسی ترکیب کیجیے۔

قول

10 ایمان داری سے رہیں گے

I۔ اہم قدر

سائنسی رجحان

II۔ ذیلی قدر

ایمان داری اختیار کرنا

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

غلطی کا ایمان داری سے اقبال کرنا
کسی کام کے انجام دہی کے بعد حاصل نتائج کی ذمہ داری کو قبول کرنا، اگر کسی وجہ سے درست نتائج حاصل نہ ہوں، نقصان دہ ہوں، اس کی وجہ ''میں ہی ہوں'' اعتراف کرنا

IV. تمہید

غلطیاں کرنا انسان کے لئے فطری عمل ہے، ہمارے ذریعہ انجام دیئے جانے والے کاموں میں غفلت سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں، لیکن ان غلطیوں کو فوراً سدھار لینا ہی انسانیت کا شعار ہے۔ کی گئی غلطیوں کا ایمان داری سے اعتراف کر لینے سے غلطی کا احساس ختم ہو جاتا ہے، غلطی کا اعتراف کر لینے سے ہماری عزت بھی بڑھ جاتی یہ، اگر ایسا ہونا ہے تو ہمیں خود ہماری غلطیوں کا ایمان داری سے اعتراف کرنے کی ہمت ہونا چاہئے، اس طرح ایمان داری سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنے والے ایک طالب علم کی کہانی سنئے :

7-واقعات

روز کی طرح اس روز بھی اسکول میں حساب کے معلم کے ذریعہ گھر کا کام دیا گیا، دوسرے دن تمام طلباء اپنے کئے ہوئے کام کو بتا رہے ہیں، ان میں سے کچھ بچوں نے غلطیاں کیں اور کچھ بچے بالکل ہی گھر کا کام انجام نہیں دیئے، ان تمام کو معلم ڈانٹ رہا تھا، لیکن ایک طالب علم گھر کے کام میں دیئے گئے سارے حسابات صحیح حل کر کے لایا، دیکھتے ہی معلم نے اس طالب علم کو قریب بلا کر سب کے سامنے بڑائی بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک لڑکا ہی دیئے گئے تمام سوالات کو صحیح حل کر کے لایا، اس سے سبق سیکھو کہتے ہوئے تعریف کرنے لگا، لیکن طالب علم کے دل میں کسی قسم کا ڈر چھپا ہوا محسوس ہو رہا ہے، آنکھوں میں پانی بھر آ رہا ہے، طالب علم برداشت کے باہر ہو کر، سر! معاف کر دیجئے آپ کا دیا ہوا یہ گھر کا کام میں نے نہیں کیا، میرے بڑے بھائی کر کے دیئے ہیں، وہ سننے کے بعد استاد نے کہا : کیوں! آپ نہیں کر پائے، طالب علم نے کہا! آپ کے گھر کے کام کے لئے دیئے ہوئے سوالات میری سمجھ میں نہیں آئے، اس لئے نہیں کر پایا، آپ کی سزا کے ڈر سے بھائی سے کروا کر لایا ہوں۔ ٹھیک ہے! اگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی تو پوچھ کر کر لینا چاہیئے، اس طرح دوسروں سے حل نہیں کروانا چاہیئے، دوبارہ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہیئے، اگر آپ مجھے سچ نہیں بتاتے تو میں سمجھتا یہ سب آپ ہی نے کیا، ٹھیک ہے ایمان داری سے اپنی غلطی سے اعتراف کر لیا، یہ کہتے ہوئے استاد نے بچہ کی تعریف کی۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1- استاد نے طالبِ علم کی تعریف کیوں کی؟

2- کیوں طالبِ علم نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیا؟ کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

3- اگر طالبِ علم اپنی غلطیوں کا اعتراف نہ کرتا تو کیا ہو سکتا تھا؟

4- ''ایمان داری سے رہنا'' کیا مراد ہے؟

جانئے

اس دُنیا میں ایسا کوئی نہیں ہے جو غلطی نہیں کیا، کبھی کبھی ہم بھی ہماری روزمرہ زندگی میں انجانے میں کئی غلطیاں کرتے رہتے ہیں، جانے انجانے میں سرزد ہونے والی ان غلطیوں سے پریشان ہونے کے بجائے، ہونے والی غلطیوں کا ایمان داری سے اعتراف کرنے والے عزائم کو پیدا کرنا چاہیئے، اس بات کا خیال رہے کہ دوبارہ ایسی غلطیاں سرزد نہ ہوں۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔گروہی کام

☆ طلباء کو گروہوں میں تقسیم کر کے اس سرگرمی کو انجام دلوائیں۔

☆ آپ نے کن موقعوں پر اپنی ایمان داری کو ثابت کروایا ہے؟ کب کب جھوٹ بولا ہے؟

(ج) عمل کرنا-تجربات بیان کرنا

☆ آپ کے گھر میں آپ/ آپ کے افرادِ خاندان نے ایمان داری سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا ہو، ایسے واقعات بتایئے/ لکھئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

کسی بھی مادے کی قدر کا انحصار اس کی خصوصیات پر ہوتا ہے، درخت کی قدر اس کے پھلوں پر، گنے کی قدر اس کے رس پر، بیل کی قدر اس کی طاقت پر، اسی طرح آدمی کی قدر بھی اس کے اچھے اخلاق پر منحصر ہوتی ہے، سچائی، شرافت، ایمان داری، ایثار وقربانی، امن، پیار، محبت، عدم تشدد، خیر خیرات، ہمت جیسی صفات انسان کو سماج میں اچھا مقام دلاتی ہیں۔

قول

11 ناانصافی

I۔ اہم قدر

انصاف

II۔ ذیلی قدر

جانوروں کے تئیں ناانصافی کا برتاؤ پر سوال کرنا

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

ناانصافی کی شناخت کرنا، سوال کرنا، جان لینا، ناانصافی کو روکنا

IV. تمہید

ہمارے اطراف پائے جانے والے سماج میں ہمارے ساتھ کئی جان دار رہتے ہیں، تمام بے زبان جان دار ہمارے ساتھ جینے کا مساوی حق رکھتے ہیں، بے زبان جان داروں کو ستانا ناانصافی ہے، ناانصافی ہوتے وقت اس کی شناخت کرنا اور ضرور پوچھنا چاہیے، اگر کوئی بھی نہ پوچھے تو ناانصافی ہوتے ہی رہتی ہے۔

V- کہانی

دھنیا روزانہ بیل بنڈی پر سامان لاد کر شہر کو جا کر تجارت کرنے والا تھا۔ بیل کچھ عرصہ کے بعد ضعیف ہو گئے، طاقت کم ہو گئی، پھر بھی بے رحم دھنیا بنڈی میں بنڈی بھر سامان لاد کر اس کو کھینچنے کے لئے مارنے والا تھا، وہ بیل راستہ کے درمیان میں بنڈی کو نہیں کھینچ سک کر بیٹھ جانے والے۔

یہ سب دھنیا کا لڑکا ایشونت دیکھا، بے چارہ، بے زبان بیلوں کو اس طرح مارنے سے بہت ناانصافی دکھائی دی، اس کو دیکھ نہ سک کر ''ابو آپ ان کو اس طرح کیوں مار رہے ہیں؟'' پوچھا، یہ چل نہیں سک رہے ہیں، دھنیا نے کہا، فوراً ایشونت نے اپنے والد سے کہا: '' ان کی عمر ہو چکی ہے، ان کو پہلے جیسی طاقت نہیں ہے، اسی لئے نہیں کھینچ سک رہے ہیں''۔ ویسا کچھ نہیں ہے، دو ماریں تو وہی اُٹھیں گے دیکھ، کہتے ہوئے دھنیا پھر دو مار مارنے گیا، ''نہیں ابو مت ماریئے'' کہتے ہوئے والد کے ہاتھ میں موجود لکڑی کو لے لیا، بے چارہ وہ بھی ہماری ہی طرح جان دار ہیں، آپ مارتے رہیں گے تو کیا ان کو تکلیف نہیں ہوگی؟

خواجہ بھائی روزانہ بیل گاڑی پر شہر جا کر تجارت کرتے تھے، ان کے بیل چند دنوں بعد ضعیف ہو گئے، کمزور ہو گئے، پھر بھی بے رحم خواجہ بھائی بنڈی بھر سامان ڈال کر بیلوں کو کھینچنے خوب سزا دیا کرتے، بیل بنڈی کو نہیں کھینچ کر راستے میں ہی بیٹھ گئے۔

یہ منظر خواجہ بھائی کا بیٹا عدنان دیکھ رہا تھا، ابا جان کا بے چارے بے زبان بیلوں کو اس طرح سزا دینا ناانصافی دیکھائی دیا۔ یہ منظر دیکھ کر خاموش نہ رہ سکا اور پوچھا: ''ابا جان! انھیں کیوں سزا دے رہے ہو؟'' خواجہ بھائی نے کہا: یہ چل نہیں پا رہے ہیں بیٹا، عدنان نے فوراً کہا: ''وہ ضعیف اور کمزور ہو گئے ہیں، ان میں پہلے جیسی طاقت نہ رہی، اس لئے وہ کھینچ نہیں پا رہے ہیں'' وہ سب کچھ نہیں ہے جم کے دو رسید کریں تو وہ خود ہی اُٹھ جائیں گے، کہتے ہوئے دوبارہ خواجہ بھائی مارنے آگے بڑھے، عدنان نے کہا: ''نہیں ابا جان! مت ماریئے'' کہتے ہوئے والد کے ہاتھ سے لکڑی چھین لی اور کہا: ''بے چارے وہ بھی ہماری طرح جان دار ہیں، کیا آپ کے مارنے پر انھیں تکلیف نہیں ہوتی، ان پر ان کی طاقت سے زیادہ وزن ڈالنا کیا آپ کو ناانصافی نہیں لگتی؟'' پھر عدنان نے والد سے کہا: ''کیا ایک دم دو تھیلے آپ اُٹھا کر چل سکتے ہیں؟'' اپنے بیٹے کی باتیں سن کر خواجہ بھائی سوچ میں پڑ گئے اور پھر سچ ہی کہتا ہے، یہ بیل کئی سالوں سے میرا کتنا ہی کام انجام دے چکے ہیں، اب ضعیف ہونے کے بعد بھی ان پر اتنا زیادہ بوجھ ڈالنا ناانصافی ہوتی ہے یہ بات میری سمجھ میں کیوں نہیں آئی، کہتے ہوئے بیلوں کو بنڈی سے آزاد کر دیا۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1- اس کہانی میں خواجہ بھائی کا رویہ بیلوں سے کیسا رہا؟ کیا وہ مناسب ہے؟

2- کیا آپ نے کبھی اپنے اطراف جانوروں سے ناانصافی ہوتے ہوئے دیکھا ہے؟ بتایئے۔

3- عرفان اسکول آتے وقت چھٹی کے بعد گھر جاتے وقت راستے میں دیکھائی دینے والے بے زبان جانوروں، کتا، مرغی، گائے، بھینس وغیرہ جو بھی راستے میں نظر آتے سب کو پتھر سے مارا کرتا، اگر کوئی کہتے یہ غلط ہے تو ہنس کر چلا جاتا۔

الف: کیا عرفان کا کام مناسب ہے؟ کیوں

ب: عرفان کے پتھر مارنے سے بے زبان جانور کیسی تکلیف محسوس کرتے تھے ہوں گے؟

ج: ہم کہتے ہیں کہ جانوروں کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے، وہ کتنے طریقوں سے ہو رہی ہے؟

4- ہمیں ہمارے ماں باپ کھانا رے رہے ہیں، لیکن ہمارے اطراف پائے جانے والے جانوروں کو کون دے رہے ہیں؟ کیا ان کی ہم پر ذمہ داری ہے یا نہیں؟

5- جب جانوروں کو بھوک لگتی ہے تو کیسا؟ کیا کوئی ان کی مدد کرنا چاہیئے یا نہیں؟ اگر آپ ہوتے تو کیا کرتے؟

6- ہمارے اطراف کے جانوروں کو خوش رکھنے کے لئے ہماری طرح زندگی گذارنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

جانئے

کائنات میں انسانوں کے ساتھ پرندے، جانور، حشرات، پیڑ پودے وغیرہ زندگی گذارتے ہیں، اسی کو حیاتی تنوع کہتے ہیں، ان سب کی موجودگی کی وجہ سے کائنات خوبصورت اور لطف اندوز ہوتی ہے، قدرت نے تو اس کائنات کو خوبصورت بنائی، لیکن اس کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے، کائنات میں زندگی گذارنے کا حق جتنا ہمیں ہے اتنا ہی حق سارے جان داروں کو بھی حاصل ہے۔ انسانیت کی وجہ سے ہی ہمیں انسان کہا جاتا ہے، دوسرے جان داروں کے ساتھ رحم وکرم، صلہ رحمی، ہمدردی کا برتاؤ کرنا نسل انسانی کی عقل ترین ذمہ داری ہے، بے زبان جانوروں، پرندوں، حشرات کو تکلیف دینا اور انھیں کئی طرح کی تکلیفیں پہنچانا ان کے ساتھ لاپرواہی کے ساتھ پیش آنا ٹھیک نہیں ہے، انسان ہونے کے ناطے ہم کو ان سے محبت کے ساتھ پیش آنا چاہیئے، ہم سے جتنی ہوسکتی اتنی ان کی خدمت کرنا چاہیئے، ایک برتن میں پانی ڈال کر مکان کی چھت پر رکھنا، ان کے لئے دانہ ڈالنا جیسے کام کرنا چاہیئے۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔ گروہی کام

☆ کمرۂ جماعت میں طلباء کو دو گروہوں میں تقسیم کریں، پہلے گروپ والے سوال کریں تو دوسرے گروپ والے جواب دیں۔

☆ جانوروں/پرندوں سے ہمیں کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے؟ (گروہی بحث کروائیے)

(ج) عمل کرنا۔ تجربات بیان کرنا

☆ آپ کس جانور سے کس طرح ہمدردی سے پیش آئے۔

☆ بتائیے کہ آپ کے اڑوس پڑوس میں کون جانوروں کی مدد کر رہے ہیں؟

☆ کیا آپ نے کبھی جانوروں کو غذا پانی دیا ہے؟ آپ کو کیسا محسوس ہوا؟ ان کی اس طرح مدد کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔

ہمارے ملک میں قدرت کے تئیں سچی محبت اور رحم دلی کا مظاہرہ دکھائی دیتا ہے، چیونٹیوں کو شکر ڈالنا، پرندوں کو دانہ ڈالنا یہ تمام محبت اور ہمدردی کی علامتیں ہیں، ایسے نیک صفات، دوستی، ہمدردی کے حامل انسان اور بھی ترقی کرنا چاہئے۔ طلباء بھی کھیل کود میں مل جل کر رہنے کی وجہ سے کھانے پینے کی اشیاء کو بانٹ کر کھانے کی وجہ سے دوستانہ صفات کو حاصل کر سکتے ہیں۔

قول

12 انہیں تکلیف ہوگی

I۔ اہم قدر

امن و چین، ملن ساری سے زندگی بسر کرنا

II۔ ذیلی قدر

کائنات کے جان داروں کو تکلیف نہ دیں

III۔ متوقع نتائج / مقاصد:

کائنات کے جان داروں کو تکلیف نہ ہو یہ ہماری ذمہ داری ہے جانیں گے

IV. تمہید

کائنات کے تمام جان داروں کو انسانوں کے برابر جینے کا حق ہے، انسانوں کی طرح تکلیف ہونے پر وہ درد محسوس کرتے ہیں، اسی لئے ہم یہ دیکھیں کہ انھیں تکلیف نہ ہو اور ساتھ میں ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی لیں، کائنات کی ہر شئے انسان کو کوئی فائدے پہنچاتی ہے، ہم کائنات کا ایک حصہ ہیں، ایسی کائنات میں ہمارے ساتھ رہنے والے پیڑ پودے اور جانوروں کے ساتھ ہمارا برتاؤ کیسا ہو بتانے والی یہ کہانی۔۔۔۔۔۔۔

کہانی

الطاف بہت شریر لڑکا ہے، کبھی ہاتھ خاموش نہیں رہتے ، گھر سے باہر نکلا تو پتھروں کو ٹھوکریں مارتا، پودوں کو پیروں سے کچلتا جاتا، پودوں کے کونپل توڑتے جاتا پھول توڑتے جاتا جیسی حرکتیں کرتے رہنا، اسماء الطاف کی بہن پھولوں کے پودوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی، اس طرح ایک دن الطاف نے اچھے گلاب کے پھول کھلنے والی ڈالی کو توڑ دیا، پھولوں سے بھری ٹہنی مرجھا گئی، یہ دیکھ کر اسماء نے کہا ارے واہ! وہ ٹہنی تجھے کیا نقصان پہنچائی جو اسے توڑ دیا؟ تو الطاف نے کہا! جانے دے کیا وہ اپنی تکلیف آپ سے ظاہر کی ہے؟ بولے نہیں تو کیا دیکھنے پر آپ کو محسوس نہیں ہو رہا ہے، ان میں بھی جان ہوتی ہے، ہماری سائنس ٹیچر نے کہا ہے کہ پودوں میں بھی جان ہوتی ہے، وہ بھی خوشی اور تکلیف کا اظہار کرتے ہیں، ایسا مشہور سائنس دان جگدیش چندر بوس نے کہا ہے ''حقیقت میں جب ہم انھیں پانی دیتے ہیں تو وہ خوشی سے لہلہاتے ہوئے ہمارا شکریہ ادا کرتے ہیں'' کیا تجھے پتہ ہے؟

اب دیکھو تمہاری توڑی ہوئی ٹہنی اُوپر سے مرجھا گئی ہے۔

الطاف کو تعجب ہوا، کیا حقیقت میں پودوں کو تکلیف ہوتی ہے، سوچ میں پڑ گیا، پھر پوچھا تو پھر اب کیا کریں؟

اسماء نے کہا اس ٹوٹی ہوئی ٹہنی کو ایک لکڑی کی مدد سے باندھ کر کھڑا کر کے پانی دے کر کل دیکھو کیسا رہتا ہے۔

بہن کے بتائے ہوئے طریقے پر باندھ دیا، رات ہوئی سب سو چکے، لیکن الطاف کو نیند نہیں آ رہی ہے، کب صبح ہوگی اور وہ پودا کیسا ہوگا سوچتے ہوئے سو گیا، صبح ہوئی الطاف نیند سے جاگا، پودا یاد آیا، اُٹھ کر تیز تیز پودے کے قریب پہنچا، کل کی مرجھائی ہوئی ٹہنی آج تر و تازہ ہے، پھول بھی تر و تازہ اچھے کھلے ہوئے ہیں، بازوں سے ایک اور شاخ نکلنے لگی، الطاف کو بہت خوشی ہوئی اتنے میں اسماء وہاں پر پہنچی۔

باجی آپ نے صحیح کہا، یہ ٹہنی پھر سے تازہ ہوگئی اور خوشی سے کہا، ایسا محسوس ہوا کہ مجھے دیکھ کر وہ خوشی سے مجھ سے مخاطب ہے اور کہا آئندہ سے کبھی پودوں کو کچلنا اور توڑنا جیسے کام نہیں کروں گا، باجی! میں بھی آپ کی طرح پودوں کی افزائش کروں گا۔ تو اسماء نے کہا بہت خوب۔ وپری گوڈ۔ الطاف آپ اپنے دوستوں سے بھی کہیے۔

VI۔ (i) سوچنا۔ ردعمل ظاہر کرنا۔

1۔ ہمارے اطراف ہمارے ساتھ اور کون کونسے جاندار ہیں بتائیے۔ ان سے آپ کا برتاؤ کیا ہے

2۔ ہم جانتے ہیں پودوں کو تکلیف پہنچانا غلط ہے۔ کس طرح کے کاموں سے انھیں تکلیف ہوتی ہے

3۔ کائنات میں موجود پودے اور جانور ہمارے ساتھ رہنے سے ہمیں کیا فائدے پہنچ رہے ہیں۔ ہم انھیں کیا دے رہے ہیں

4۔ آپ اپنے اطراف موجود کن جانوروں اور پودوں کو محبت سے پال رہے ہیں۔ ویسا پالنے سے آپ کو کیسا محسوس ہو رہا ہے۔

جانئے

پیڑ, پودے اوردوسرے جانوروں پر ہم ہماری ضروتوں کو پورا کرنے کے لئے کسی نہ کسی طرح سے انحصار کرتے ہیں۔ پیڑ پودوں کے بغیر ہم کائنات کا تصور کائنات کے مختلف اشیا پر انحصار کرتے ہیں۔ پودوں سے ہمیں غذا 'پھولوں کے ذریعہ خوشبو 'آنکھوں کی ٹھنڈک' صحت کے لئے تازہ ہوا ہمارے لیے دیگر جانوروں کو بھی غذا مہیا کرتے ہیں ہماری بے لوث خدمات انجام دینے والے ایسے پودوں کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے۔

(ب) جماعت کا مشغلہ۔ گروہی کام

☆ کائنات میں موجود پیڑ پودوں اور جانوروں کی حفاظت کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے گروہ میں بحث کر کے لکھئے

(ج) عمل کرنا۔ تجربات بیان کرنا

☆ آپ اپنے گھر میں پودے لگا کر روزانہ پانی دیکران کی حفاظت کیجئے۔ اپنے تجربات کو بیان کیجئے۔

☆ آپ کے گھر پر آنے والے پرندوں کو اور راستے سے گزرنے والے جانوروں کے لئے کچھ غذا اور پینے کے پانی کا انتظام کیجئے، بتائیے کہ آپ نے کیسا محسوس کیا ہے؟

کیا آپ جانتے ہیں!

کائنات میں پیڑ پودے اور جانوروں کی طرح ہم بھی ایک حصہ ہیں، یہ کائنات ہم سب کی ہے، لیکن ہم کائنات میں دوسروں کو خاطر خواہ حصہ نہ دیتے، جہاں خود غرضی ہوتی ہے وہاں اچھی ٹھہر نہیں سکتی۔

قول

ضمیمہ

1۔ حمد

2۔ احادیث

3۔ نظمیں/غزلیں

3۔ کہانیاں

(حمد-نعت)

حمد

سب سے اعلیٰ اللہ ہے
برتر بالا اللہ ہے
رحمت والا اللہ ہے
سب کا خالق اللہ ہے
حاکم رازق اللہ ہے
وہ دیتا ہم پاتے ہیں
خوب مزے سے کھاتے ہیں
اللہ کے گن گاتے ہیں
سب کا خالق اللہ ہے
حاکم رازق اللہ ہے
جینے کا سامان دیا
نبی ﷺ دیا قرآن دیا
ہم پر یہ احسان کیا
سب کا خالق اللہ ہے
حاکم رازق اللہ ہے
جس کو چاہے عزت دے
جس کو چاہے ذلت دے
یارب! ہم کو جنت دے
سب کا خالق تو ہی ہے
حاکم رازق تو ہی ہے

نعت

دین سب کو سکھاتے تھے پیارے نبی ﷺ
اچھی باتیں بتاتے تھے پیارے نبی ﷺ
بیکسوں کے لیے بے بسوں کے لیے
دکھ ہمیشہ اٹھاتے تھے پیارے نبی ﷺ
راہ حق سے جو بھٹکے ہوئے تھے انہیں
سیدھا رستہ دکھاتے تھے پیارے نبی ﷺ
میٹھے لفظوں میں احکام اللہ کے
ہر کسی کو سناتے تھے پیارے نبی ﷺ
کوئی دشمن ہو یا دوست ہو آپ ﷺ کا
کام ہر اک کے آتے تھے پیارے نبی ﷺ
یہ حقیقت ہے حافظؔ کسی کا کبھی
دل نہ ہرگز دکھاتے تھے نبی ﷺ

نعت

یارب عطا ہو مجھ کو محبت رسولؐ کی
ہے سانس جب تلک کروں مدحت رسولؐ کی

ہرگام پر ملیں گے تمہیں کامیابیاں
اپنا کے دیکھئے ذرا سیرت رسولؐ کی

رکھ جاتے گھر نبیؐ کے بہو بیٹی غیر بھی
دنیا میں تھی مثالی امانت رسولؐ کی

ان کے طفیل لغزش آدم ہوئی معاف
اللہ کو ہے عزیز وساطت رسولؐ کی

دیکھ نبیؐ کو خواب میں تو سمجھو ہیں نبیؐ
شیطان بناسکے گا نہ صورت رسولؐ کی

ہے عازمین حج سے گزارش دعاؤں کی
دانش کو بھی عطا ہو شفاعت رسولؐ کی

غزل

حاصل مجھے دولت نہ حکومت ہو خدا یا
بس تیرا کرم تیری عنایت ہو خدایا

کرسی کی نہ محلوں کی نہ پیسے کی ہے خواہش
مجھ کو عطا اخلاق کی دولت ہو خدایا

مخلوق کی خدمت کا عطا کر مجھے جذبہ
محتاجوں سے غمخواروں سے الفت ہو خدایا

ہاتھوں میں مرے شافع محشر کا ہو دامن
اور پر مرے سایہ رحمت ہو خدایا

حقداروں کو پھر حق ملے مظلوموں کو انصاف
پھر آج عمرؓ جیسی خلافت ہو خدایا

سرمایہ اسلام کی ہو دل میں سدا قدر
اور دولت ایمان کی حفاظت ہو خدایا

تیرے سوا تعریف کے لائق نہیں کوئی
ساحلؔ کی زبان پر تری مدحت ہو خدایا

(رباعیات)

(1)

دن میں بھی کرو اور کرو شب کو سلام
کہتے ہیں پہنچتا ہے سدا رب کو سلام
امید سلام کی نہ ہرگز رکھو
سنت ہے یہی پہلے کرو سب کو سلام

(عادل اسیر دہلوی)

(2)

نام لے کر خدا کا اٹھاؤ قدم
بیٹھے رہنے سے تو ملتی منزل نہیں
حوصلہ ہو تو مشکل نہیں کوئی کام
وہ سمندر کہاں جس کا ساحل نہیں

......

وقت باتوں میں تم گنوانا مت
اس خزانے کو یوں لٹانا مت
سرخرد ہونا ہے اگر تم کو
کبھی محنت سے جی چرانا مت

(اسرار احمد دانش)

(3)

استاد کی عزت جو کرے گا بچو
احباب سے الفت جوکرے گا بچو
دنیا میں سدا نام رہے گا اس کا
ماں باپ کی خدمت جو کرے گا بچو

(عادل اسیر دہلوی)

(4)

ناحق پھر پھر کے سر پھرایا میں نے
اپنی کوشش سے کچھ نہ پایا میں نے
طوفان میں ہے کشتی امید مری
لے تو ہی سنبھال ہاتھ اٹھایا میں نے

......

لے لے کے خدا کا نام چلاتے ہیں
پھر بھی اثر دعا نہیں پاتے ہیں
کھاتے ہیں حرام لقمہ پڑھتے ہیں نماز
کرتے نہیں پرہیز دوا کھاتے ہیں

(امجد حیدر آبادی)

(5)

کم ظرف اگر دولت وزر پاتا ہے
مانند حباب اُبھر کے اتراتا ہے
کرتے ہیں ذرا سی بات میں فخر خیس
تنکا تھوڑی ہوا سے اڑجاتا ہے

......

تقدیر سے کہا گلاؔ خدا کی مرضی
جو کچھ بھی ہواؔ ہو اخدا کی مرضی
امجدؔ! ہر بات میں کہاں تک کیوں کہوں؟
ہر کیوں کی ہے انتہا خدا کی مرضی

(امجدؔ حیدرآبادی)

(6)

استاد پڑھاتے ہیں تو عزت بھی کرو
ماں باپ سلامت ہیں تو خدمت بھی کرو
بیمار پڑوسی ہو تو لازم ہے تمہیں
جب وقت ملے اس کی عیادت بھی کرو

(عادل اسیر دہلوی)

(7)

سینے پر لیا کرتے ہیں دشمن کا ہر اک وار
ہم جنگ کے میداں سے نہیں آتے پلٹ کر
مرکربھی جدا ہوتے نہیں اپنے وطن سے
سوجاتے ہیں ہم دیش کی مٹی سے لپٹ کر

......

جستجو رائیگاں نہیں جاتی
جستجو کا صلہ بھی ملتا ہے
واقعی لوگ سچ ہی کہتے ہیں
ڈھونڈنے سے خدابھی ملتا ہے

(یوسفؔ نزمل)

(8)

تمہاری کشتی کنارے پہ خود ہی آئے گی
کسی کی ڈوبتی کشتی سنبھال کر دیکھو
تمہارے دل کی چھبن بھی ضرور کم ہوگی
کسی کے پاؤں کا کانٹا نکال کر دیکھو

(ماخوذ)

(9)

دعا سے وہ بلائے ناگہانی کاٹ دیتا ہے
مصّلے پر جو اپنی زندگانی کاٹ دیتا ہے
غرور اس واسطے کرتے نہیں ہم اپنی طاقت پر
ہمیں معلوم ہے پتھر کو پانی کاٹ دیتا ہے

(جوہر کانپوری)

(10)

زندہ رہنے کو حرارت آپ ودانوں سے ملی
دل کو راحت پانچ وقتوں کی نمازوں سے ملی
فضلِ ربّی اور دعائے نیم شب ماں باپ کی
عزت و شہرت مجھے ان دوخزانوں سے ملی

(غوث خواہ مخواہ)

(نظمیں-غزلیں)

گیت

چاہے کتنی مشکلیں آئیں
ہم آگے ہی بڑھتے جائیں
پھولوں سے سیکھا ہم نے
کانٹوں میں بھی مسکانا
مست پون سے سیکھا ہم نے
نت آگے بڑھتے جانا
لہروں میں لہراتے جائیں گے
ہم آگے بڑھتے جائیں گے
چندا سے سیکھا ہے ہم نے
جل جل کر امرت برسانا
لہرلہر سے سیکھا ہم نے
ہل مل آگے بڑھتے جانا
چٹانوں سے ٹکرا جائیں
ہم آگے ہی بڑھتے جائیں
چشمے سے سیکھا ہے ہم نے
روک میں بھی آگے بڑھنا
تاروں سے سیکھا ہے ہم نے
اندھیارے میں بھی مسکانا

آشادیپ جلائیں گے ہم
آگے بڑھتے جائیں گے ہم
تتلی سے سیکھا ہے ہم نے
قوس قزح بن کرلہرانا
بادل سے ہے سیکھا ہم نے
تشنہ لب کی پیاس بجھانا
سب کو گلے لگائیں گے ہم
آگے بڑھتے جائیں گے ہم
بجلی سے سیکھا ہے ہم نے
ہردشمن کے ہوش اڑانا
اور کتابوں سے سیکھا ہے
علم وہنر بن کر مسکانا
روشنی بن مسکائیں گے ہم
آگے بڑھتے جائیں گے ہم

سچ بولو

اچھے بچوں ہمیشہ سچ بولو
جھوٹ پر تم زبان مت کھولو
جھوٹ سے دوردور رہنا تم
بات سچی ہمیشہ کہنا تم
جھوٹ کرتا ہے دشمنی کی بات
سچ سے ہوتی ہے اچھی اچھی بات
سچ سے چہرے پر نور آتا ہے
زندگی میں سرور آتا ہے
جھوٹ کرتا ہے تیرگی دل میں
سچ سے پیدا ہو روشنی دل میں
جھوٹ ہے ایک ایسی بیماری
جو کہ لاتی ہے ذلت و خواری
بات اچھی یہ یاد رکھنا تم
دل کو سچ سے شاد رکھناتم
صبح سچ کہنا شام سچ کہنا
اچھے بچوں کا کام سچ کہنا

نصیحت

بات سدا سچ کہنا تم　　صاف ہمیشہ رہنا تم
پیار ہی کرنا بچو! سب سے　　نہیں کسی سے لڑنا تم
اچھا کام تو جھٹ پٹ کرنا　　گندی بات سے بچنا تم
صبح سویرے سوکر اٹھنا　　رات میں جلدی سونا تم

ممی، پاپا، میڈم، سر
مانو ان کا کہنا تم

یہ ہے وطن ہمارا

دنیا میں سب سے نیارا
یہ ہے وطن ہمارا

گنگا بھی اس میں بہتی　　جمنا بھی اس میں بہتی
سکھ شانتی ہی بچو!　　ہر دم یہاں ہے رہتی

ہے امن کا منارا
یہ ہے وطن ہمارا

گاندھی کا یہ ہے سپنا　　جوہر کا یہ ہے اپنا
آزاد ہوں کہ شیکھر　　محکوم اس کو رکھنا

کب تھا انہیں گوارا
یہ ہے وطن ہمارا

مسلم ہیں جان اس کی　　ہندو ہیں شان اس کی
عیسائیوں کی چاہت　　سکھ بھی ہیں آن اس کی

آنکھوں کی سب کا تارا
یہ ہے وطن ہمارا
گلشن ہے گلستاں ہے ہم سب کا پاسبان ہے
سب کچھ لٹائیں اس پر قربان اپنی جان ہے
ہے جان سے بھی پیارا
یہ ہے وطن ہمارا
مضبوط ہے بنانا دشمن سے بھی بچانا
لازم ہے تم پر عاکفؔ آگے اسے بڑھانا
یہ فرض ہے تمہارا
یہ ہے وطن ہمارا

ہونہار بچہ

ذاکر ہے اک پیارا بچہ سب کی آنکھ کا تارا بچہ
اچھی باتیں وہ ہے کرتا گندے کا م سے دور ہی بچتا
جب بھی بولے سچ ہی بولے بات کو اپنی پہلے تولے
جھوٹ سے اس کو نفرت ایسے بہت بری کوئی چیز ہے جیسے
نہیں کسی سے لڑتا ہے وہ سب کو عزت کرتا ہے وہ
کبھی کسی کی چیز نہ لیتا چوری سے وہ دور ہی رہتا
کبھی کسی کو دکھ نہ دیتا ہر اک سے اس سے خوش ہی رہتا
مکتب ہے وہ روز ہی جاتا پڑھنا اس کو خوب ہے بھاتا
کہنا وہ استاد کا مانے لازم ان کی عزت جانے

ماں اور باپ کا حق پہچانے — واجب ان کی خدمت جانے
بھائی بہن پر دل سے قرباں — ساتھی سب ہیں اس سے شاداں
مل جل کر وہ سب سے رہتا — پیار محبت سب کو دیتا
پیاری پیاری باتیں اس کی — دل کو ہیں ہر اک کے بھاتی

بچو! تم بھی ایسا کرنا
ذاکر جیسے تم سب بننا

محنت

کام کرو بھائی کام کرو
دیش کا اونچا نام کرو
کام سے اونچا جگ میں نام
کام سے اللہ' کام سے رام
کام ہی جیون' آرام حرام
صبح دوپہر شام کرو
کام کرو بھائی کام کرو
چنداسورج کرتے محنت
محنت سے ہوتی ہے عزت
سستی کومل دور بھگاؤ
محنت سب سے بڑی نعمت
سستی کا کھیل تمام کرو
کام کرو بھائی کام کرو

آزادی

جیون میں سب سے سندر کیا ہے......آزادی ہے
جیون میں سب سے سکھ کر کیا ہے......آزادی ہے
جیون میں سب سے پیاری کیا ہے......آزادی ہے
جیون میں سب سے نیاری کیا ہے......آزادی ہے
جیون میں سب سے پاون کیا ہے......آزادی ہے
اور سبھی سے من بھاون کیا ہے......آزادی ہے

پھول اور خوشبو

میں مسلم ہوں تو ہندو ہے
پھول ہوں میں اور تو خوشبو ہے
وطن پر قربان تن من دھن ہے
پھول سے خوشبو دور کہاں ہے
ایسا کوئی دستور کہاں ہے
اپنے چمن سے دور خزاں ہے
ایسا چمن دنیا میں کہاں ہے
اس گلشن کے پھول نرالے
خوشبو والے رنگوں والے
ہندو مسلم گورے کالے
بھارت کے سب رہنے والے

نفرت سے ہم دور رہیں گے
دشمن کو رنجور کریں گے
دیس کا اونچا نام کریں گے
مل جل کر سب کام کریں گے

ہماراوطن

یہ ہندوستان ہے ہماراوطن
محبت کی آنکھوں کا تاراوطن
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
وہ اس کے درختوں کی تیاریاں
وہ پھل پھول وہ پھلواریاں
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
ہوا میں درختوں کا وہ جھومنا
وہ پتوں کا پھولوں کا منہ چومنا
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
وہ ساون میں کالی گھٹا کی بہار
وہ برسات کی ہلکی ہلکی پھوار
ہمارا وطن دل سے پیار ا وطن
وہ باغوں میں کوئل، وہ جنگل کے مور
وہ گنگا کی لہریں، وہ جمنا کا زور
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

شخصیات

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

یوں تو ہندوستان میں بہت سے بزرگ گزرے ہیں۔لیکن خواجہ معین الدین اجمیری بہت مشہور ہوئے۔ ہندوستان کا بچہ بچہ ان کو جانتا ہے۔خواجہ صاحب اجمیر کے نہ تھےلیکن اجمیر میں ان کی درگاہ ہونے کی وجہ سے یہ ''اجمیری'' کہلانے لگے۔خواجہ صاحب ہمیشہ غریبوں کی مدد کرتے تھے۔اس لیےلوگ انہیں ''خواجہ غریب نواز'' بھی کہتے ہیں۔

خواجہ صاحب کوانتقال کیےتقریباً آٹھ سو برس گزر چکے ہیں۔مگر آج بھی سب لوگ بڑی عزت اورادب سے ان کا نام لیتے ہیں۔ان کی درگاہ پر روزانہ ہزاروں آدمی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ ہندو، مسلماں، سکھ، عیسائی غرض کہ ہر مذہب کے لوگوں کا یہاں ہجوم رہتا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درگاہ پر ایک میلہ لگا ہوا ہے۔

ہر سال عرس کے موقع پر تو لاکھوں آدمی ہندوستان اور پاکستان سے آتے ہیں۔ ہر مذہب کے لوگوں کی خواجہ صاحب سے اس قدر محبت دیکھ کر ہندوستان کے انگریز وائسرے لارڈ کرزن نے آج سے کئی سو سال پہلے اپنے ایک دوست کو خط میں لکھا تھا کہ ''ہندوستان میں ایک قبر حکومت کرتی ہے، اور یہ قبر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی ہے''۔

خواجہ صاحب ہندوستان میں بہت دور ملک عراق کے ایک گاؤں سنجر میں 1142ء میں پیدا ہوئے ان کے والد غیاث الدین حسن بہت مالدار تھے۔انہوں نے خواجہ صاحب کو بڑے لاڈ و پیار سے پالا ان کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی بچپن ہی میں خواجہ صاحب نے قرآن شریف زبانی یاد کرلیا تھا۔

جب وہ گیارہ سال کے ہوئے تو ان کے والدین کا انتقال ہوگیا۔ان کے دو بھائی اور تھے والد کی جائیداد سے ایک انگور کا باغ اور ایک پن چکی ان کے حصہ میں آئی۔خواجہ صاحب خود باغ کا کام کرتے تھے اور اپنے خرچ کے لیے تھوڑی

رقم رکھ کر باغ کی ساری آمدنی غریبوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

اجمیر میں اناساگر کے کنارے جہاں خواجہ صاحب ٹھہرے ہوئے تھے راجہ کا ایک خاص مندر بھی تھا مندر کے پجاریوں کو خواجہ صاحب کا وہاں ٹھہرنا پسند نہ آیا۔اس لیے پجاریوں کے سردار رام دیو نے بہت سے جادگروں کو جمع کیا تاکہ وہ جادو کے دور سے انہیں ہٹادیں۔اس زمانے میں اجمیر میں جادو کا بہت زور تھا۔سیکڑوں جادوگر جمع ہو کر ان پر جادو کرنے لگے۔خواجہ صاحب نے جس جادوگر پر بھی نظر ڈالی۔اس کی زبان بند ہو گئی۔اور سارے جادوگر بے ہوش ہو ہو کر گر پڑے۔خواجہ صاحب کی یہ کرامت دیکھ کر رام دیو نے ان سے معافی مانگی۔اور ان کے پیرو بن گیا۔

جب اس واقعہ کی خبر راجہ کو ہوئی تو اس نے کہا کہ یہ کوئی بہت بڑے بزرگ معلوم ہوتے ہیں انہیں نہ چھیڑو۔کیوں کہ وہ کسی کو ستاتے نہیں اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔وہ ایک سچے بزرگ ہیں۔اور دوسروں کو تکلیف دینا ان کے مذہب میں گناہ ہے لیکن پنڈتوں نے راجہ کی بات نہ مانی اور جے پال کے پاس گئے جو اس زمانے کا سب سے بڑا جادوگر تھا۔اسکو سارا قصہ سنایا اور کہا کہ خواجہ صاحب کو وہاں سے ہٹادے۔

جے پال اپنے ساتھ ہزاروں جادوگر لے کر اناساگر کے کنارے آیا۔راجہ بھی تماشا دیکھنے کے لیے آیا تھا۔جے پال نے اپنے جادو سے خواجہ صاحب اور ان کے ساتھیوں پر انگارے اور سانپ بچھو برسائے مگر خواجہ صاحب پر کوئی اثر نہ ہوا۔انگارے بجھ گئے اور سارے سانپ بچھو مر گئے۔اس سے جے پال بہت شرمندہ ہوا۔اور دوسرا جادو کرنے کے لیے سوچنے لگا اتنے میں خواجہ صاحب نے اناساگر تالاب پر نظر ڈالی تو تالاب کا سارا پانی غائب ہو گیا۔اور سارے شہر اجمیر کے چشمے اور باولیاں خشک ہو گئے۔پھر خواجہ صاحب نے دوسری نظر تالاب پر ڈالی تو تالاب پھر پانی سے بھر گیا۔یہ دیکھ کر سارے جادوگر راجہ اور اس کی فوج سب بھاگ گئے صرف جے پال رہ گیا۔اس نے خواجہ صاحب سے معافی مانگی اور ان کا پیرو بن گیا۔

اس واقعہ کے بعد ہندو مسلمان سب ہی ان کی عزت کرنے لگے۔اور آج بھی ان کی ویسی ہی عزت کی جاتی ہے جیسے ان کی زندگی میں کی جاتی تھی۔

93 سال کی عمر تک خواجہ صاحب خدا کی عبادت اور اس کے بندوں کی خدمت کرتے رہے۔

میر عثمان علی خاں کی شخصیت، اخلاق و ادب

میر عثمان علی خاں کی تخت نشینی یعنی 1911ء سے لے کر 1948 تک عہد عثمانی کے پُر عظمت 37 سالوں میں حیدر آباد کو ہندوستان بھر میں جو مقام، اہمیت، شہرت اور نیک نامی حاصل رہی اور تہذیب وتمدن کا مرکز مانا گیا اس کی اصل اور سب سے بڑی وجہ خود سلطنت آصفیہ کے اس بلند مرتبت، روشن دل اور روشن دماغ مدبر کی اپنی شخصیت تھی

عثمان علی خاں نے اپنی خاندانی، وجاہت، تہذیب اور شائستگی کا ہمیشہ پاس ولحاظ کیا۔ اسلامی اصول اور تعلیمات پر کاربند رہے۔ دولت وحشمت کی چوکھٹ پر فقیری کی شان تازہ رکھی۔

اپنے بزرگوں کی عالی شان روایات کو نظر میں رکھتے ہوئے حال کو لائق تقلید بنایا اور مستقبل کو سنوارنے کی فکر میں ہمہ وقت مصروف رہے۔ اس نیک دل ہم درد، سادگی پسند انسان نے بلندی پر پہنچ کر پستی کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ ان کی نظر ریاست کے ہر بلند و پست پر، امراء سے لے کر غربا تک رہتی تھی۔ عوام کی ضروریات کا انہیں پورا احساس تھا۔ انہوں نے خود کو خدمت خلق کے لیے وقف کر دیا۔ صحیح معنوں میں انہیوں نے حیدر آباد کو لائق رشک بنادیا۔ جب انہوں نے اپنے والد محبوب دکن سے تخت وتاج حاصل کیا تھا۔ حکومت کا خزانہ تقریباً خالی تھا اور جب خود اقتدار سے محروم ہوئے تو حیدر آباد برصغیر کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور خوش حال ریاست تھی۔

ڈیڑھ کروڑ رعایا کی آنکھوں نے اپنے بادشاہ کی کسر نفسی، سادگی، رواداری، بے تعصبی اور جفاکشی کو دیکھا۔ سبھی کو اعتراف تھا کہ عثمان علی خاں جیسا عالی، دماغ، دوربین اور باوقار سلطان، سلاطین آصفیہ کی روایات کو زندہ رکھنے والا فرض شناس، مدبر، ترقی پسند حکمران سارے خانوادۂ آصفیہ میں سب سے زیادہ لائق احترام اور سب سے زیادہ عظیم تھا۔

انہوں نے سلطنت آصفیہ کے وقار وعظمت، اقتدار اور نیک نامی اور عوام کو خوش حالی کے لیے دولت جمع کی اور ہمیشہ اسے عوام ہی کی امانت سمجھا۔ لاکھوں، کروڑوں روپیے ملک وملت کی بھلائی کے لیے صرف کر دیے لیکن خود اپنی ذات کے لیے انہوں نے فقیرانہ زندگی ہی کو منتخب کیا۔ اپنی بے مثال شخصیت سے دوسروں کو زندگی کو سادہ اور پاکیزہ بنانے کی

کوشش کی۔ملک اور رعایا کو سیدھے سادھے مگر سچے اسلامی اصولوں پر چلنے کی راہ بتائی۔ برے رسم ورواج توہمات' لہو ولعب اور فضول خرچیوں سے دور رہنے کی ترغیب دی۔ ہر کام میں کفایت اور باقاعدگی کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی۔

بلا لحاظ مذہب ملت انہوں نے عوام کی خدمت کو اپنا مقصد بنایا۔ان کی باخبری کا یہ عالم تھا کہ شہر کے ہر چھوٹے بڑے فقیر ورئیس کی حالت سے وہ باخبر تھے۔غریبوں' یتیموں' اور بیواؤں کی دل کھول کر مدد کرتے تھے۔ان کے کے لیے وظیفے جاری کرتے۔ رعایا کی مدد کے لیے انہوں نے مختلف ٹرسٹ قائم کیے تاکہ محتاجوں اور بے سہاروں کی مدد کی جاسکے۔تعلیمی وظائف دے کر انہیں سماج میں اونچا اٹھنے اور ذمہ داری شہری بنانے کی کوشش کی۔ بادشاہ کی فیاضی اور بے تعصبی کی وجہ سے ان کی رعایا اپنے غریب پرور بادشاہ کی جاں نثار تھی۔

وہ ہر قوم کی عزت کرتے تھے۔ ہر مذہب کی عبادت گاہوں کا احترام کرتے تھے۔مندر' مسجد' کلیسائیں' گردوارے' گرجا' آتش کدے' دھرم شالے' درگاہیں سب کو حکومت کی جانب سے امداد دی جاتی تھی۔ حیدرآباد ہی میں انہیں حیدرآباد کے باہر بھی ان کا فیض عام تھا۔' گولڈن ٹمپل (Golden Temple) امرتسر کے لیے آپ نے ایک Canopy عطا کی جس میں ہیرے جواہرات جڑے تھے اور کلیساؤں کے لیے فانوس مرحمت کیے۔ ہندستان کے باہر کئی اداروں' اسکولوں' کالجوں اور ملی کاموں کے لیے کروڑوں کی امداد دی۔لیکن خود قناعت پسند رہے۔لباس معمولی ہوتا۔شاہوں کے شاہ تھے لیکن درویش صفت مذہبی تقاریب کے موقعوں پر اپنی رعایا کو مبارک بادی بھجواتے۔اور ان کی خوشیوں میں شریک ہوتے خواہ وہ عید ہو کہ نوروز' کرسمس ہو کہ دیوالی' یا گرونانک کا جنم دن۔ وہ ہندو مسلم بھائی چارے کے علم بردار تھے اور انہیں اپنی دو آنکھیں کہتے تھے لیکن اپنے مذہب کے پیرو تھے اور نماز باقاعدگی سے پڑھتے تھے

انسانی ہمدردی ان کی شخصیت کا نمایاں وصف تھا۔انسانیت اور انکساری کو اہمیت دیتے تھے۔ان کی سیرت وکردار' اخلاق وآداب' بلند ہمتی اور غم گساری ان کی شخصیت وسیرت کے نمایاں پہلو تھے۔

اسلامی کلچر پر گہری نظر رکھتے تھے۔ دینیات' اسلامیات' علوم عربی سے واقفیت کی بنا پر وہ ہر علم کے متعلق مبصرانہ رائے پیش کر سکتے تھے۔ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔

حیدرآباد کی گنگا جمنی تہذیب' ہم آہنگی' اور یک جہتی' رواداری خلوص ومحبت کا ناقابل فراموش ورثہ عثمان علی خاں کی محترم میں ہم نے بہ درجہ اتم پایا۔

تیمور لنگ

تیمور لنگ ایک مشہور مغل بادشاہ گزرا ہے۔ وہ ایک پیر سے لنگڑا تھا۔ اسی لیے لوگ اسے تیمور لنگ کہتے ہیں۔ اس نے اپنی بہادری سے بہت سے ممالک فتح کیے۔ ایک بار اسے جنگ میں شکست ہوئی اور اس کی تمام فوج تتر بتر ہوگئی۔ وہ خود جان بچانے کے لیے غار میں چھپ رہا۔ اس شکست نے اس کا دل توڑ دیا۔ ہمت پست ہوگئی اور دشمن کے اندر مقابلے کی جرات باقی نہ رہی۔ وہ مایوسی کے عالم میں پڑا تھا کہ یکا یک اس کی نظر ایک چیونٹی پر پڑی جو ایک دانہ لے کر اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دانہ بہت بڑا تھا۔ دراصل چیونٹی کے بس کا تھا نہیں۔ مگر اس ننھی سی مخلوق میں اللہ نے اتنی ہمت رکھی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سے کئی گنا بوجھ لے کر چلنے کی کوشش کرتی ہے۔ کچھ اوپر چڑھتی مگر پھسل کر نیچے گر پڑتی۔ وہ لگا تار کوشش کرتی رہتی۔ بالآخر دانہ لے کر اوپر چڑھنے میں کامیاب ہوگئی۔

اس منظر نے تیمور پر بڑا اثر کیا۔ اس نے سوچا کہ اللہ کی یہ حقیر ترین مخلوق تو اتنی مستقل مزاج ہے کہ بار بار ناکامی کے باوجود اس نے ہمت نہیں ہاری اور اشرف المخلوقات ہو کر ایک معمولی سی شکست پر ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ رہا۔ چناں چہ یہ خیال آتے ہی وہ ہمت کر کے اٹھا۔ فوج کو پھر سے منظّم کیا اور پورے استقلال کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کیا۔ بالآخر کامیاب ہوا۔

رابعہ بصریہؒ

رابعہ بصریہؒ کی پیدائش 97 ہجری میں شیخ محمد اسماعیل کے گھر ہوئی۔ چونکہ آپ اپنی والدین کی چوتھی اولاد تھیں۔اسی لیے آپ کا نام رکھا گیا۔عربی زبان میں رابعہ ''چوتھی'' کو کہتے ہیں۔ابھی آپ چار پانچ سال کی تھیں کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔جب آپ آٹھ سال کی ہوئیں تو بصرہ میں خوفناک قحط آ گیا بقول شیخ سعدیؒ

یکے قحط سالی شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

(ایک بار دمشق میں ایسا قحط پڑا کہ یار لوگ عشق و عاشقی جیسی چیز کو بھی فراموش کر بیٹھے)

ان ہولناک حالات میں رابعہ بصریہ اور ان کی تین بہنوں نے چند دن کے فاقے تو برداشت کر لیے لیکن جب بھوک حد سے گزری تو بھیک مانگنے تک نوبت آ گئی۔مگر کوئی کیسے بھیک دیتا کہ دینے والے کے پاس خود کچھ نہیں تھا۔ایک مرتبہ بصرہ کا مشہور تاجر عتیق ادھر سے گزرا تو اس نے چاروں بہنوں کے زرد چہروں اور پتھرائی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر پوچھا'' آپ کیا چاہتی ہیں'' ایک بہن نے کہا ہمیں کچھ کھانے کو مل جائے تا کہ ہمارے سانسوں کا رشتہ جسموں سے منقطع نہ ہو'' عتیق کی نگاہ سب سے چھوٹی بہن پر پڑی جو خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔اس کے چہرے کی معصومیت سے متاثر ہو کر عتیق نے پوچھا'' اے لڑکی تجھے بھوک نہیں ہے؟'' نقاہت بھری آواز میں جواب ملا'' بہت بھوک ہے''۔عتیق نے کہا'' تو

پھر کسی سے روٹی کیوں نہ مانگتی؟'' رابعہ نے عجیب جواب دیا ''جس سے مانگنا چاہیے اس سے مانگ رہی ہوں'' عتیق نے دوسرا سوال کیا'' تو پھر تجھے ابھی تک روٹی کیوں نہیں ملی''؟ رابعہ نے جواب یدا'' جب وقت آئے گا وہ بھی مل جائے گی'' عتیق لڑکی کے دانشمندانہ جواب سے متاثر ہوا اور اس نے دل میں فیصلہ کرلیا کہ یہ آٹھ سال کی چھوٹی لڑکی اگر مجھے گھر کے کام کاج کے لیے باندی کے طور پر مل جائے تو سودا اچھا ہے۔اس نے بڑی بہنوں سے کہا'' میں تمہیں اتنے پیسے تیا ہوں کہ قحط کے حالات میں تمہیں کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہٰں رہے گی۔مگر شرط یہ ہے کہ چھوٹی بہن کو میرے ساتھ بھیج دو۔ یہ میری خدمت کیا کرے گی اس کے کھانے پینے کی ذمہ داری میں خود پوری کروں گا'' بہنوں نے اایک دوسرے سے آنکھوں ہی آنکھوں میں سوال کیا کہ ایسا ہوجائے تو سب کی عزت وآبرو اور جان محفوظ ہوجائے گی۔ بے سہارا نوجوان لڑکیوں کو غیر مردوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت نہیں اٹھانی پڑے گی۔ رابعہ بھی قربانی دینے کے لیے تیار ہوگئی۔عتیق نے دینار سے بھری ایک تھیلی بڑی بہنوں کے حوالے کی۔اور رابعہ کو ساتھ لے کر اپنے گھر آگیا۔ یہ معصوم بچی اپنے کارواں سے بچھڑ کر ایک صاحب ثروت انسان کی کنیز بن گئی۔

رابعہ نوعمر ہونے کے باوجود انتہائی مشقت اور ذمہ داری کے ساتھ اپنا کام پورا کرتی اور مالک وکسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دیتی۔ جب اس کی عمر بارہ تیرہ سال کے قریب ہوئی تو اس کے دل میں ذوق عبادت خوب بڑھ گیا۔گھر کے کام کاج کرنے کے بعد وہ پوری پوری رات عبادت میں مصروف رہتی۔ پھر صبح ہوتے ہی اپنے آقا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے گھر کے کاموں میں مشغول ہوجاتی۔ایک دن عتیق نے اسے کے چہرے پر تھکن کے آثار دیکھے تو پوچھا 'رابعہ کیا تو بیمار ہے؟ جواب ملا نہیں۔تھوڑی دیر خاموشی کے بعد رابعہ نے مالک سے پوچھا کای میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کسی کوتاہی کی مرتکب ہورہی ہوں؟ مالک نے کہا نہیں تم بہت لگن سے کام کرتی ہو۔بس اپنی صحت کا خیال رکھو۔رابعہ نے آقا کا حکم سنا تو سر جھکا دیا مگر اس کے معمولات میں کوئی کمی نہ آئی۔ وہ اجالے میں دنیاوی مالک کی خدمت انجام دیتی۔اور اندھیرے میں اپنے مالک حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوجاتی۔

ایک مرتبہ نصف شب کے قریب عتیق کی آنکھ کھلی وہ کسی ضرورت کے لیے کمرے سے باہر نکلا تو اس کی نگاہ کنیز کی

کوٹھری پر پڑی جہاں چراغ جل رہا تھا۔عتیق حیران ہوکر سوچنے لگا''رابعہ ابھی تک جاگ رہی ہے'' پھر وہ دبے پاؤں چلتا ہوا کوٹھری کے دروازے تک پہنچا تو اس نے رابعہ کو مصلیٰ پر سجدی ریز دیکھا۔سجدے کی حالت میں رابعہ کی دبی دبی سسکیاں ابھر رہی تھیں اور وہ نہایت رقت آمیز لہجے میں دعا مانگ رہی تھی۔

''اے اللہ! تو میری مجبوریوں سے واقف ہے' گھر کے کام کاج کی مشغولیت مجھے تیری طرف آنے سے روکتی ہے تیرا منادی مجھے تیری عبادت کے لیے پکارتا ہے مگر میں جب تیری بارگاہ میں حاضر ہوتی ہوں' نمازوں کا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔اے اللہ! میری معذورت قبول فرمالے اور میرے گناہوں کو معاف فرمادے۔

مالک نے رابعہ کی گریہ وزاری سنی تو خوف خدا سے کانپنے لگا۔الٹے قدموں واپس چلا گیا اور رات کا باقی حصہ جاگ کر گزار دیا۔پھر صبح ہوتے ہی رابعہ کی کوٹھری میں پہنچا اور کہنے لگا''رابعہ آج سے تم آزاد وہ جہاں چاہو چلی جاؤ''

رابعہ حیران ہوگئی اور اس کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے' میں آپ کی دی ہوئی قیمت ادا نہیں کرسکتی'' مالک نے کہا میں تم سے کوئی قیمت نہیں مانگتا بس ایک چیز کا سوال کرتا ہوں کہ میری طرف سے کی جانے والی تمام زیادتیوں کو اس ذات کے صدقے میں معاف کردو جس کی عبادت تم راتوں کی تنہائی میں چھپ چھپ کر کرتی ہو۔

رابعہ نے جواب میں کہا'' میں نے آپ کو معاف کیا' میرا مالک حقیقی بھی آپ کو معاف فرمائے'' یہ کہہ کر رابعہ وہاں سے چلی گئی)۔

ا

اللہ کا گھر

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے پیارے نبی تھے۔انہوں نے خدا کے حکم سے مکہ میں اللہ کا گھر تعمیر کیا تھا۔عرب کے لوگ ہر سال حج کے لیے خانہ کعبہ میں آتے تھے۔اور یہاں بہت بڑا اجتماع لگتا تھا۔ بہت دن کی بات ہے خانہ کعبہ کا انتظام عرب کے قبیلہ قریش کے ہاتھ میں تھا۔اس لیے تمام قبیلے قریش قبیلے کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔اس قبیلے کا سردار مکہ کا حاکم بھی ہوتا تھا۔

عرب کے جنوب میں ایک ملک یمن ہے۔اس زمانے میں یمن پر ایک بادشاہ ابرہہ حکومت کرتا تھا۔۔اس نے اپنے ملک میں خانہ کعبہ کے مقابلے میں ایک بہت بڑا عبادت خانہ بنوایا۔اس کی تعمیر اور سجاوٹ پر بے شمار روپیہ خرچ کیا اور پھر لوگوں کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی جگہ اس عبادت خانہ میں آکر حج کیا کریں۔مگر لوگوں نے اس کا حکم نہ مانا اور حج کے لیے مکہ جاتے رہے۔ یہ دیکھ کر ابرہہ نے سوچا کہ جب تک خانہ کعبہ موجود ہے لوگ میرے بنوائے ہوئے عبادت خانے میں حج کے لیے نہیں آئیں گے۔ یہ سوچ کر اس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ کیا۔اس نے بڑی فوج جمع کی اور مکہ پر حملہ کر دیا۔اس کی فوج میں کئی ہاتھی بھی تھے۔ایک ہاتھی پر ابرہہ کو بہت ناز تھا۔یہ ہاتھی ایسا طاقتور تھا کہ موٹی سے موٹی دیوار کو ایک ہی ٹکّر مار کر گرا دیتا تھا۔

ابرہہ کی فوج نے مکہ کے پاس پہنچتے ہی لوٹ مار مچا دی اور لوگوں کے اونٹ اور گھوڑے پکڑ کر لے گئے۔ان میں کچھ اونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے۔ جو اس وقت مکہ کے سردار تھے۔وہ ابرہہ کے پاس پہنچے۔ابرہہ بڑی شان کے ساتھ اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا۔انہیں دیکھ کر کہنے لگا کیوں آئے ہو۔عبدالمطلب نے کہا آپ کے سپاہی میرے اونٹ پکڑ لائے ہیں میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ میرے اونٹ واپس دلوا دیں۔

ابرہہ یہ سن کر بڑا حیران ہوا اور بولا:''تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آیا ہوں تم مکہ کے سردار ہو اور خانہ کعبہ کی حفاظت بھی تمہارے سر پر ہے' پھر کتنی حیرانی کی بات ہے کہ تمہیں خانہ کعبہ کی فکر تو ہوئی نہیں۔اپنے

اونٹوں کی فکر پڑگئی ہے۔'' یہ سن کر عبدالمطلب نے جواب دیا'' خانہ کعبہ میرا نہیں خدا کا گھر ہے۔ مجھے اونٹوں کی فکر اس لیے ہے کہ وہ میرے ہیں۔ جو خانہ کعبہ کا مالک ہے وہ اس کی حفاظت کرے گا۔'' ابرہہ نفرت اور حقارت سے ہنسنے لگا اور پھر اپنے سپاہیوں کو عبدالمطلب کے اونٹ واپس کرنے کا حکم دیا۔ عبدالمطلب اپنے اونٹ لے کر گھر واپس آ گئے۔

ابرہہ کی لشکر کا مقابلہ کرنا مکہ والوں کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ حیران تھے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ مگر جو بات عبدالمطلب نے ابرہہ کے سامنے کہی تھی وہ پورے یقین کے ساتھ کہی تھی۔ وہ جانتے کہ خانہ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور اللہ اس کی حفاظت کا کوئی نہ کوئی بندوبست ضرور کرے گا۔ جب ابرہہ کا لشکر خانہ کعبہ کی طرف بڑھا تو عبدالمطلب مکہ کے لوگوں کے ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے پاس ایک پہاڑی کے پیچھے چھپ گئے اور دیکھنے لگے کہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

ابرہہ اپنی بھاری بھرکم ہاتھی پر سوار آگے آگے تھا اور پیچھے اس کی فوج تھی۔ وہ غرور کا پُتلا یہ سمجھ رہا تھا کہ اب دنیا کی کوئی طاقت اسے خانہ کعبہ ڈھانے سے نہیں روک سکتی۔ مگر جب ہاتھی خانہ کعبہ کے قریب پہنچا تو رک گیا اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ ابرہہ نے بہت کوشش کی مگر ہاتھی نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زمین نے ہاتھی کے پاؤں پکڑ لیے ہیں۔

عین اسی وقت آسمان پر ابابیلوں کے جُھنڈ دکھائی دیے۔ ہر ابابیل نے تین تین کنکریاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ ایک کنکری چونچ میں اور ایک ایک پنجے میں۔ ابابیلوں نے یہ کنکریاں ابرہہ اور اس کے لشکر پر برسائیں۔ جس سے ابرہہ، اس کا ہاتھی اور تمام فوج ہلاک ہوگئی۔ اس طرح عبدالمطلب کی یہ بات سچ ہوئی کہ خانہ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور وہی اس کی حفاظت کرے گا۔

یہی عبدالمطلب ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ بعد میں عرب والے اس سال کو عام الفیل یعنی ہاتھیوں کا سال کہنے لگے۔ عربی میں ہاتھی کو فیل اور سال کو عام کہتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد

ہندوستان کی آزادی کے لیے جدوجہد کرنے والے مسلمان رہنماؤں میں مولانا محمد علی جوہر حکیم اجمل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور مولانا ابوالکلام آزاد کا نام سرفہرست ہے۔ مولانا آزاد ایک مجاہد آزادی ہی نہیں، بلکہ ایک شعلہ بیان مقرر، بلند پایہ نثر نگار اور ایک قابل ولائق صحافی بھی تھے۔ آپ نے ساری زندگی انگریزوں کے خلاف آواز اٹھائی اور اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ ہندوستانیوں کے دلوں میں آزادی کا جذبہ پیدا کیا۔

آپ کی پیدائش 11 /نومبر 1888ء میں مکہ میں ہوئی۔ ان کا خاندان علم وفضل کے علاوہ تصوف اور روحانی سلسلہ کا ایک مرکز تھا۔ ان کے والد کلکتہ چلے آئے جہاں ان کے ہزاروں ماننے والے تھے۔ آزاد کی ابتدائی تعلیم وتربیت کلکتہ میں ہوئی۔ بچپن ہی سے مولانا کو ان کھیلوں کا شوق نہیں تھا جو چھوٹی عمر کے بچے کھیلا کرتے تھے۔ کبھی وہ اپنے گھر کے صندوقوں کو ایک قطار میں رکھ دیتے اور بہنوں سے کہتے کہ تم لوگ استقبال کرو کہ دہلی کے مولانا آرہے ہیں۔

بہنیں کہتیں: بھائی یہاں تو کوئی نہیں اس پر مولانا کہتے ''یہ تو کھیل ہے، کھیل میں ایسا ہی ہوتا ہے''۔ ان کی بڑی بہن فاطمہ بیگم کہتی ہیں: ''بچپن ہی سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کے چھوٹے سے بدن میں ایک بہت بڑا دماغ ہے''۔

مولانا ابھی کم عمر ہی تھے کہ ''الہلال'' نامی ایک پرچہ جاری کیا اور اس پرچے کے مضامین اس قدر عمدہ ہوا کرتے تھے کہ لوگ انہیں کوئی بڑی عمر والا اور بہت بڑا عالم سمجھنے لگے تھے۔ انہوں نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا۔ ان کے لکھنے کا ایک خاص انداز تھا اور اپنی تحریروں میں وہ آیات قرآنی اور اردو فارسی اشعار کا برملا استعمال کیا کرتے تھے جسے پڑھ کر محسوس ہوتا تھا کہ انگوٹھی میں نگینے جوڑ دیئے گئے ہیں۔

علامہ شبلی نعمانیؒ مولانا آزاد سے عمر میں کافی بڑے تھے اور وہ بھی ایک صاحب اسلوب انشاء پرداز اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ انہوں نے مولانا کی تحریروں کے تعلق سے کہا ہے کہ ''میں ان کی ہر بات کا جواب دے سکتا ہوں لیکن آیتوں اور اشعار کا استعمال وہ جس طرح کرتے ہیں میں نہیں کرسکتا''۔ اس طرح اردو کے مشہور شاعر حسرت موہانی نے ان کی نثر کی تعریف میں ایک شعر لکھا تھا

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر　　نظم حسرتؔ میں وہ مزہ نہ رہا

ہندوستان کی آزادی کے لیے انہوں نے بے شمار قربانیاں دیں۔گاندھی' نہرو' مختار احمد انصاری' حکیم اجمل خان کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اپنا آرام اور چین قربان کیا۔ان کی زندگی کا بڑا حصہ جیلوں میں گذرا اور جیلوں میں بھی انگریزی حکومت کی جانب سے دی جانے والی رعایتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔1923ء میں کانگریس کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ ہندوستان آزاد ہونے کے بعد وہ ملک کے پہلے وزیر تعلیم بنائے گئے۔ وزیر تعلیم کی حیثیت سے انہوں نے کئی یونیورسٹیاں اور اداروں کی داغ بیل ڈالی۔ اردو زبان و ادب کی ترویج کے لیے کوششیں کیں اور اسی باوقار عہدے پر رہتے ہوئے 22/فروری 1958ء میں ان کا انتقال ہوا۔